لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مرتب خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ٦ | کلکتہ: چہار شنبہ ۳ رمضان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, August 6, 1918.

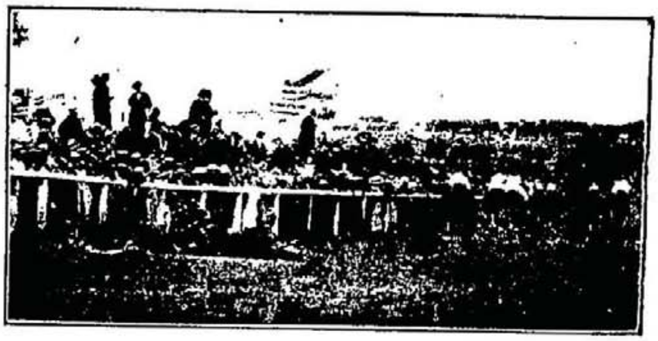

هذا بصائر للناس ، و هدی و رحمة لقوم یوقنون !

(۴۵ : ۱۹)

البصائر

ایک ماهوار دینی و علمی مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے کیاگیا تھا -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الہلال سے : ۳ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ' جن کی وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابۂ و تابعین کی ترویج ' آثار سلف کی تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی هوگا - تا هم یه امور ضمنی هونگے ' اور اصل سعی یه هوگی که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگی ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کی تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وه موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعۂ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الہی کا وه اندازه کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیه توکلت والیه انیب -

القسم العربی

یعنی " البصائر " کا عربی ایڈیشن

جو

وسط شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه ' او ر ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی هے -

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

شذرات

مشہد اکبر

ادرنہ کا دردناک نظارہ کانپور میں

و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا؟ اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین' لہم فی الدنیا خزی و فی الاخرۃ عذاب عظیم (۲ - ع - ۱۴)

ادرنہ (ایڈریانوپل) کو جب بلقانیوں نے تسخیر کیا ہے تو سب سے پہلی جو حرکت کی وہ یہ تھی کہ سلطان سلیم کی جامع مسجد پر قبضہ کرکے اس پر سپاہیوں کے پہرے بٹھا دیے اس حادثے پر' جس کی تصویر غم علحدہ پیشکش ہے' اسلامی دنیا کے ہر ایک حصے میں ماتم ہوا اور شاید اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی' لیکن معلوم نہیں مسجد کانپور کی ذیل میں ۳ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو جو حوادث پیش آئے ہیں دردمند دلوں پر ان کا کیا اثر پڑیگا ؟

نیم سرکاری انگریزی اخبارات نے ان حوادث کے متعلق حسب ذیل بیان شائع کیا ہے :

" ۳ - اگست کو ۱۰ - بجکے ۳۰ منٹ پر مچھلی بازار کانپور کے متعلق ایک خوفناک بلوہ ہوا - مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مجمع صبح کو عیدگاہ میں ہوا تھا' جسکے لیے مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار بند کردیے تھے اور بطور علامت حزن ننگے سر عیدگاہ کو گئے تھے -

جلسہ کے بعد چار پانچ سو مسلمانوں کی جمعیت نے ایک سیاہ علم کے پیچھے مسجد مچھلی بازار کا رخ کیا - اور حصۂ منہدمہ کی تجدید تعمیر کرنی چاہی - سب انسپکٹر نے بھیڑ کو منتشر کرنا چاہا' لیکن چند پتھروں اور ڈھیلوں سے چوٹ کھانیکے بعد سٹی انسپکٹر اور اسکے ساتھ کے آدمی واپس پھرے' کچھ بلوائیوں نے چوکی تک پیچھا کیا اور چوکی کے بعض چیزوں کو خفیف نقصان پہونچانے کے بعد مسجد واپس آئے -

مسجد کے قریب ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھے جن میں بہت سے تماشائی بھی تھے - مسٹر ٹائلر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کچھ پولیس کے مسلح پیادے اور سواروں کے ساتھ موقع پر پہونچ گئے' اور تنہا سوار ہوکر مجمع کو منتشر کرنے کے لیے بڑھے' مجمع نے پتھر اور ڈھیلے جو پاس پڑے تھے پھینکنا شروع کیا - مسٹر ٹائلر نے اپنے فوجی مددگار کو آواز دی - خالی کارتوسوں کے فائر نے کوئی اثر نہیں پیدا کیا - اس بنا پر انھوں نے گولیوں سے فائر کا حکم دیا - فائر جو ۱۰ - منٹ تک رہا' بھیڑ بالکل منتشر ہوگئی -

متعدد آدمی مارے گئے' اور ایک تعداد زخمی ہوئی' جس میں کچھ پولیس مین بھی شامل ہیں' جو بھیڑ میں مجروح ہوے' کچھ بلوائی پولیس مین کے ہاتھ بندوق سے مارے گئے - ایک پولیس مین مرگیا - جہاں تک معلوم ہوسکا ۱۲ - آدمی مرے اور ۳۳ زخمی ہوے جو اسپتال پہونچائے گئے' کچھ تماشائی جن میں ہندو بھی شامل تھے' سخت زخمی ہوے' سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی چوٹ آئی' کچھ تعداد گرفتار کی گئی " -

کل اور آج کی پرائیوٹ تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری بیان سے بہت زیادہ یہ مسئلہ ہولناک ہوگیا' آتشباری میں بہت سے مسلمان کام آئے اور گرفتاری میں ہر طبقہ کے افراد کے علاوہ مسلمان لڑکے بھی پابزنجیر ہیں' یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے' مفصل و مشروح واقعات پر آیندہ نقدر نظر ہوگی' و لا تقولوا لمن یقتل -

حظ و کرب

مسٹر عبد الماجد بی - اے کا خط امپرز ہوچکا تھا' اور چند سطریں اس کے متعلق پروف پر لکھ دینے کا خیال تھا کہ میں منسوری چلا آیا' اور وہ بغیر جواب نکل گیا -

اصطلاحات علمیہ کے وضع و تراجم کا مسئلہ نہایت اہم ہے - میں عنقریب اس پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

مسٹر موصوف صحیح قائم مقام الفاظ کی تلاش میں حق بجانب ہیں' لیکن غالباً اس کے لیے صحت کی ضرورت نہیں سمجھتے - میرا خیال دنیا کے عام خیال کے مطابق یہ ہے کہ کسی لفظ کا اسکے صحیح معنوں ہی میں استعمال ہونا چاہیے -

میں سمجھتا ہوں کہ صحت الفاظ کا لحاظ رکھنے کی غلطی میری طرح ہمیشہ سے ہر زبان کے جاننے والے کرتے آئے ہیں -

انھوں نے لکھا ہے کہ اصل انگریزی اصطلاحات کے لیے "لذت و الم" کافی نہیں' اور اسکے وجوہ لکھے ہیں - لیکن میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ عربی زبان و علوم میں "لذت و الم" بعینہ اسی پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے' جس کے وہ متلاشی ہیں اگر وہ عربی میں فلسفۂ و کلام کے معمولی مباحث پر نظر ڈالیں تو ان پر واضح ہوجائیگا -

رہا "حظ" کا لفظ' تو قطع نظر اس کے کہ وہ لذت سے زیادہ اداء مفہوم کے لیے مفید ہے بھی یا نہیں ؟ سب سے پہلی بحث یہ ہے کہ جس معنی کے لیے جو لفظ سرے سے غلط ہی ہو' اس کے متعلق چونیں و چناں کا موقع ہی کب باقی رہتا ہے ؟ میں نے اپنے نوٹ میں اختلاف کی قوت کو احتیاطاً و بخیال حفظ اداب تحریر' کسی قدر ضعیف کردیا تھا' اور عمداً لکھدیا تھا کہ :

" اردو اور شاید فارسی میں غلطی سے حظ بمعنی لذت بولاجاتا ہے "۔

لیکن اب میں مسٹر موصوف کو یقین دلاتا ہوں کہ فارسی میں بھی کوئی پڑھا لکھا آدمی "حظ" کو "لذت" کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کرسکتا - حظ فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنی میں بولا جاتا ہے - غالب :

دگر ز ایمنی راہ و قرب کعبہ چہ "حظ"
مرا کہ ناقہ ز رفتار ماند و پا خفتست

رہا اردو میں بولنا' تو مسٹر موصوف مثنوی زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھ رہے ہیں' بلکہ علم النفس کی ایک کتاب کا ترجمہ کررہے ہیں - اگر عوام و جہلا حظ کو لذت کے معنی میں بولتے ہیں اور ان کے تتبع میں گاہ گاہ پڑھے لکھے آدمیوں کی زبان سے بھی " محظوظ " نکل جاتا ہے' تو کسی علمی تحریر کے لیے اسکی سند نہیں ہوسکتی -

فرہنگ اصفیہ کا حوالہ دینے پر افسوس کرتا ہوں - اور کیا عرض کروں -

لوگوں نے غلط العام اور غلط عوام کی تفریق کی ہے - اس کے لحاظ سے بھی دیکھیے تو حظ اس معنی میں محض عوام کی غلطی ہے -

یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ اردو اور فارسی اپنے علمی لٹریچر میں محض لغۃ عربی کے تابع ہیں - کوئی مستقل زبان نہیں رکھتے - پس عام بول چال اور محاورہ کی سند اشعار میں معتبر ہے' نہ کہ اردو کی ادبیات علمیہ میں -

وضع اصطلاحات کا معاملہ بہت اہم ہے' لیکن اس قدر مشکل نہیں' جس درجہ آج کل کے اہل قلم سمجھتے ہیں' اور علی الخصوص فلسفہ میں' بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں' بشرطیکہ تلاش کیے جائیں -

آخر میں پھر اپنے عزیز دوست کو مطمئن کردیتا ہوں کہ ان کے مقصود کے لیے " لذت و الم " پیشتر سے موجود اور بہمہ وجوہ کافی و اکمل ہے - حظ و طرب وغیرہ میں پریشان نہوں - جسمی و نفسی کیفیات کے وضع و ضمن کا پورا مفہوم اسی سے ادا ہوسکتا ہے -

مغرب اقصی

طنجہ میں انگریزی فوج

حریت پرستان مراکش کي سرکوبي کے لیے

ملک صرف اهل ملک کے لیے ہے - خود مختاري و آزادي هر قوم کا طبيعي حق ہے - حقوق کے لیے ' جانفروشانہ مساعی ناگزیر هیں - یہ اصول یورپ کے نزدیک اسيطرح مسلم و قطعي هیں جسطرح ایک اور ایک دو - صرف یہي نہیں کہ یہ اصول قطعي و بدیہي هیں بلکہ اقوام و امم کي حیات و ممات ' بقاء و فناء ' توحش و تمدن ' استحقاق همدردي و دستگیري یا سزاواري نظر اندازي و پامالي کے معیار عام هیں -

یونان کے پاؤں میں عثماني غلامي کي زنجیریں پڑي هوئي تهیں - یونان نے ان زنجیروں سے اپنے پاؤں کو آزاد کرنا چاها - انگلستان نے دست مساعدت بڑهایا ' کیونکہ وہ ایک طبیعی حق کا طالب تها ' اور یہ زنجیریں کهولدیں - بلغاریا کي گردن میں عثماني محکومي کا طوق پڑا تها ' اس نے محکومي کے طوق کو اُتارنا چاها - روس نے دونوں هاتهوں سے اس طوق کو توڑ ڈالا اور اسکو آزاد کردیا - ریاستہاے بلقان نے باري باري اپنے آپ کو آزاد کرنے کے بعد اپنے اُن هم قوموں کو بهي آزاد کرانا چاها ' جو دولت عثمانیہ کے زیر حکومت تهے - یورپ نے اس شریف ترین خدمت انساني کے ارادے کا گرمجوشي سے استقبال کیا - البانیوں نے کہا کہ البانیہ صرف البانیوں کے لیے ہے ' اسلیے هم اپنے پر آپ حکمران هونگے - گو اسوقت تک البانیوں کي حالت یہ ہے کہ علوم و معارف سے بیگانہ ' تمدن و شایستگي سے بیخبر ' انتظام و ادارہ سے ناواقف هیں ' صید و شکار اور تاخت و تاراج معاش ' سفر و انتقال و جنگ و جدال مشغلہ با ایں همہ یورپ نے انکي اس استقلال طلبي کي داد دي ' اور انکي خود مختاري کو سب سے پہلے انگلستان نے اسکے بعد دیگر دول یورپ نے تسلیم کیا -

لیکن اگر یہي آوازیں امۃ اسلامیہ کي زبان سے نکلتي هیں تو سراسر جرم و عصیان و بغاوت و طغیان هو جاتي هیں -

مغرب اقصی پر جن فرنگیانہ دسائس سے قبضہ کیا گیا ہے انکي داستان درد انگیز اور عبرت آموز ' مگر یہ تفصیل کا موقع نہیں کہ ایک طرف طویل اور دوسري طرف عنوان سے تعلق خفیف - مراکش کے تخت پر جب تک مولاے مغرب تها فرانس اس کی وساطت سے حکمراني کرتا ' مگر جو خدا و رسول اور اپنے وطن و ملت سے خیانت کرتا هو وہ دوسرے سے ایفاء عهد کي کیوں امید رکهتا ہے ؟ آخر فرانس نے اس ملک فروش و تمثال لعنت و خباثت فرماں روا کے بوجهہ سے تخت کو هلکا کر دیا ' اور اب براہ راست خود حکومت کر نا ہے -

اُس وقت تک ان مجاهدین راہ آزادي کے حملے مولاے مراکش پر هوتے تهے لیکن جب سے اسکی جگہ فرانس نے لي اب انکے دهاوے فرانسیسی حکومت پر هوتے هیں -

اهل مغرب کے یہ تمام هجوم و اقدام کس لیے هیں ؟ حریت و آزادي ' استقلال و خود مختاري کے لیے ' کیونکہ یورپ کے مسلم الثبوت اصول کي بناء پر مغرب صرف اهل مغرب کے لیے ہے ' مگر نہیں یہ ان کي تمام وطن پرستي کے نعرے ' یہ حریت و آزادي کے جانبازانہ مساعي اور یہ استقلال و خود مختاري کي راہ غزوہ و جہاد بغاوت ہے ' سرکشي ہے ' نافرماني ہے ' تمرد ہے -

فرانس اس آگ کو خون کے چهینٹوں سے بجهانا چاهتا ہے - مگر کاش اسکو معلوم هوتا کہ خون اس آگ کے لیے روغن ہے - آزادي کا آتشگیر مادہ هر پهڑکتے هوے دل میں ہے ' مگر اپنے اشتعال کے لیے بیروني رگڑ کا محتاج ہے - کبهي یہ مادہ اپنے قرب و جوار کي هوا کے جهونکوں سے بڑهتا ہے لیکن اکثر ظلم کی ٹهوکریں ' شعائر مذهبي کي توهین ' حکمران قوم کي فرعونیت ' عمال و حکام کي دست درازي ' ایسے قوانین جن سے ملک میں افلاس اور قوم میں فاقہ مستي بڑهتي هو ' وغیرہ وغیرہ ' اسمیں آگ لگادیتي هیں -

اسوقت خوش قسمتی سے مغرب اقصی میں دونوں صورتیں جمع هیں - تمام یورپ نے متفقہ طور پر اسلام کے خلاف صلیبي جہاد کا علم بلند کیا ہے " عمل " عمل کے مشابہ هوتا ہے ' تعصب کا نتیجہ دوسرا تعصب ہے - یورپ کي اس علانیہ عداوت اسلام کے بے نقاب هونے کے بعد سے هر مخلص مسلم ' یورپ اور اهل یورپ سے اتني نفرت کرتا ہے جتني کہ ایک یہودي ایک عیسائي سے -

فرانسیسي سیاست کا محور یہ ہے کہ مغرب اقصی سے اسلام مٹادیا جائے ' اور پهر کوشش یہ کہ جسقدر جلد سے جلد ممکن هو -

تمام ملک میں اس گوشے سے اس گوشے تک آگ لگي هوئي ہے مائیں اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بیویاں اپنے سرمایہ حیات و عیش شوهروں کو ' بهنیں اپنے محبوب و عزیز بهائیوں کو ' اور بیٹیاں شفیق و سرپرست باپوں کو بهیج رهي هیں ' فرانسیسي حکومت پر هر تهوڑے وقفے کے بعد زور و شور سے حملے هو رهے هیں - فرانسیسي فوج کے پاس اسلحہ بهتر سے بهتر ' سامان جنگ وافر ' غذا کي بہتات ' اور تازہ دم کمکوں کا سلسلہ ' مگر یہ آگ اسکي بجهائے نہیں بجهتي -

انگلستان کو دعوی ہے کہ خود حریت پرست اور حریت پرستوں کا دوستدار ' اس لیے اس سے ان عاشقان وطن کي معاونت کي توقع (اگر هوتي تو) بیجا نہ تهي لیکن الامر ههنا علي العکس ایکو دي پارس (صداے پیرس) کو نہایت موثق ذریعہ سے معلوم هوا ہے کہ انگلستان اپني جبل الطارق کي فوج طنجہ بهیجنا چاهتا ہے - دول کے ساتهہ انگلستان کے جتنے معاهدے هیں انکي رو سے انگلستان مجبور نہیں کہ حملہ یا مدافعت کے وقت انکي مدد فوج سے کرے پهر یہ ارسال فوج کیوں ؟ معلوم ' کیا انگریزي جہاز نے اپنے سامنے تربت سے علم اسلام نہیں اتروایا ؟ گلیڈ اسٹون کي تعلیم ...... اشقیاء (مسلماں) نصرانیت کي راہ میں سنگ راہ .... قرآن سوزي .... غرض انگلستان اسلام نواز انگلستان (؟) حریت پرور انگلستان (؟) کے هاتهہ حریت اور آزادي کے خون سے رنگین هونگے - فاہ ! ثم آہ ' المسلمین لا یفقہون ! ولیت شعری ما ذا بعد ذلک ینظرون کاش خبر غلط هو اور انگلستان اپنے ارادے سے باز آئے -

اطلاع

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی ال انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے مسلمانان اگرہ کي دعوت کو کانفرنس کي آیندہ سالانہ اجلاس کي اگرہ میں منعقد کي جانیکے متعلق قبول کر لی ہے ' اسلیے کانفرنس کا سالانہ اجلاس بابت سنہ ۱۹۱۳ع بماہ دسمبر تعطیلات کرسمس میں بمقام اگرہ منعقد هوگا -

خاکسار آفتاب احمد

آنریري جائنٹ سکریٹري کانفرنس

اقتراعیات

گذشتہ مہینے میں اقتراعیات (سفریجیٹ یا حق انتخاب کا مطالبہ کرنے والیوں) نے انگلستان میں عجیب عجیب حرکتیں کیں:

سنٹ انڈروز یونیورسٹی میں ہفتہ کی صبح کو آگ لگادی - بہت سا سائنس کا سامان تھا جل گیا' جسکا اندازہ پانسو پاؤنڈ لگایا جاتا ہے -

سنٹ جانس کے گرجے میں باجے کے کمرہ میں بہت سی دیاسلائیاں' تیس گولی کے کارتوس' تیل میں ترکیے ہوے چیتھڑے' کاغذ وغیرہ جمع تھے' اور ایک فلیتہ دور تک چلا گیا تھا' اسکا ایک سرا روشن تھا - برمنگھم کی پولیس کو اطلاع ملی کہ برمنگھم کا پشتہ اڑایا جانے والا ہے - پانی کی طرف سے ایک سوراخ کھدا ہوا ملا' اگر یہ سوراخ پورا کھود لیا جاتا' تو گیارہ میل تک پانی پھیل جاتا -

سولی ہل میں ایک تباہ کن آگ گذشتہ جمعہ کو لگی - زمین پر دو پوسٹ کارڈ پڑے تھے جو جج فلیمور کے نام کے تھے - اس میں لکھا تھا کہ "یہ نہ سمجھو کہ تمہارا انصاف نہیں ہوگا" دوسرے طرف تھا "ہمارے ساتھیونکو چھوڑ دو - عورتوں کے لیے ووٹ"

کٹسی میرین اور کلارا چیوین کو اس جرم میں ماخوذ کیا گیا ہے کہ انہوں نے ہرسٹ پارک کے تماشا گاہ مسابقت میں ۲۷ - جون کو آگ لگادی تھی' جس سے سات ہزار پونڈ کا نقصان ہوا - برمنگھم کے قریبی اسٹیشن (ہزسول) میں آگ لگادی - عورتوں میں تو یہ مردانگی ہے' معلوم نہیں ہندوستانکے مردوں کی انوثیت کو کیا کہا جا لیگا ؟

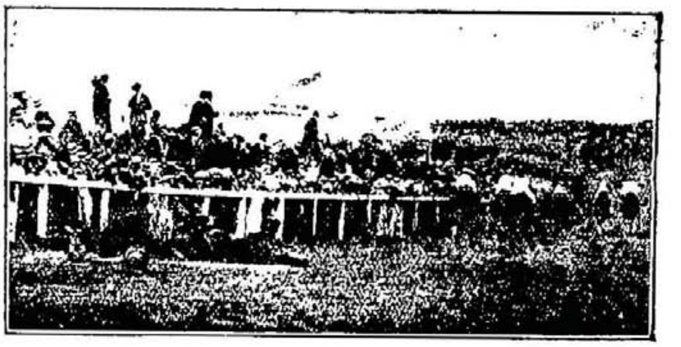

نازنینان لندن کی مردانگی
ایک اقتراعیہ نے بادشاہ کا گھوڑا روک لیا

ہفتۂ جنگ

ترکوں کے فاتحانہ حملے تمام یورپ کو مشوش کر رہے ہیں' ہر ایک گورنمنٹ مصروف تشویش ہے' اور ہر ملک وقف اضطراب ہو گیا ہے کہ سالہا سال کی تدبیریں بے کار گئیں' تثلیث کی پاک سرزمین سے توحید کے اخراج کلی کا منصوبہ ناکام ہی رہا' اور ہلال نے صلیب سے پھر اپنے مقبوضات واپس لے لیے - یونان' سرویا' رومانیا' جبل اسود' ان سب کو بلغاریا سے کاوش ہے' اور ابھی تک اس کاوش کا اظہار توپ و تفنگ کی شرارہ باریوں سے ہو رہا ہے' با ایں ہمہ ترکوں کے ساتھہ مخالفت میں سب متفق ہیں' اور کسی کی یہ خواہش نہیں کہ ایڈریا نوپل کو دوبارہ ترکی جھنڈے کی حکومت نصیب ہو -

بخارسٹ میں امید ظاہر کی جاتی تھی کہ ایڈریا نوپل سے ترکوں کے اخراج کے لیے یورپ کی طاقتیں رومانیا سے درخواست کرینگی' یورپ کی متعدد دار السلطنتوں میں اس ہفتے نہایت سنجیدگی کے ساتھہ بحث ہوتی رہی کہ آیا یہ ممکن ہے کہ ترکوں کے خلاف رومانی فوج کوچ کرے' اور اس رحیل و ارتحال میں اسے کامیابی نصیب ہو؟ خود فرماں رواے رومانیا (شاہ چارلس) بھی کچھہ کم مضطرب نہیں - اس نے سلطان روم کو ترکی پیشقدمی کی غیر موزونیت پر توجہ دلائی' اور پھر ان تمام حکومتوں نے آپس کے اجماع سے فیصلہ کرلیا کہ ترکوں نے صوبۂ تھریس کو بلغاریوں سے واپس تو لے لیا ہے مگر اصل میں یہ متحدہ ریاستوں کا مال ہے' ترکی سلطنت کو اس سے کچھہ تعلق نہیں -

قیصر صغیر (فرڈیننڈ والی بلغاریا) نے سفراے یورپ سے
سلطنت زار کہ سپاہ نٹرزواکس و جمبر

کی سمت سے بلغاریا پر حملہ کرنے کو ہے - باشندے ہلاک ہو رہے ہیں' گاؤں کے گاؤں جلائے جا چکے ہیں' معاہدہ لندن پامال ہو رہا ہے' پرانے ظالموں (ترکوں) کی معاودت سے مظلوم پیروان مسیح بھاگے چلے جاتے ہیں' یورپ اگر اور کچھہ نہیں کرسکتا تو بلغاریا کے خاص علاقے کو تو اس تاخت و تاراج سے بچائے' اور ترکوں کو مزید پیشقدمی سے روکدے -

آسٹریا بھی اپنے نیم سرکاری اخبار (ریش پوسٹ) کی زبان میں ان حملوں پر برہم ہے' جرمنی تہدید کررہی ہے' روس تو علانیہ آمادہ جنگ ہے' اور باوجود اس کے کہ ۲۸ و ۲۹ - جولائی کی تار برقیاں صاف کہہ رہی ہیں کہ اندرون ملک کی بد نظمیاں روس کو مجبور کر رہی ہیں کہ ترکوں کے ساتھہ ستیز و آویز پر اپنی انتظامی اصلاح کو ترجیح دے - وہ جانتا ہے کہ ترکی پر دباو ڈالنے کی انتہائی تدبیریں بھی اگر اختیار کی جائیں جب بھی سودمند نہونگی - تمام یورپ کے جنگی بیڑے اگر ملکر بھی دردانیال کے سامنے بحری مظاہرہ کریں تب بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلیگا - یورپین کنسرٹ میں اتحاد بھی نہیں ہے' ترکوں سے معرکہ آرائی کے لیے صرف دو ہی راہیں تھیں - ارمینیہ و ارزن الروم' مگر اس کی حالت اتنی مخدوش ہے کہ خود وہ نہ ارمینیہ پر حملہ کرسکتا ہے' نہ ارزن الروم (ارض روم) پر فوجیں بڑھا سکتا ہے' پھر بھی یہ کیونکر ممکن تھا کہ ہلال کو سربلند ہوتے دیکھکر صلیب کو پھانسی پر چڑھانے سے محفوظ رکھنے کے لیے حرکت مذبوحی بھی نہ کرے -

۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کو روس کا جنگی بیڑا بوغاز برسفور (مدخل باسفورس) کے قریب پہونچ گیا اور جہاں تک ہو سکا ترکوں کو مرعوب کرنے کے لیے بحری نمایش کی تماشا گری میں چابکدستی کے جوہر دکھاتا رہا' ہنوز یہ مظاہرہ قائم ہے' اور ایک ہفتے سے دنیا دیکھہ رہی ہے کہ:

آں ہمہ شعبدہ ہائے کہ کند روس ایں جا
سامری پیش عصا و ید بیضا می کرد

انگلستان کو اگرچہ اپنی مسلمان رعایا کی ناراضی کا خیال پس و پیش میں ڈالے ہوے ہے' اور مقتدر انگریز مدبر (سر راپر ایتھبرج) نے ۲۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کے لندن ٹائمز میں انگریزی سلطنت کو متنبہ بھی کردیا ہے کہ "ایڈریا نوپل کے متعلق ترکی مطالبہ کی تائید و تصدیق میں کلام نہیں' کم سے کم چھہ کروڑ مسلمانان ہندوستان ایسی علامتوں کے نمایاں ہونے کی توقع کر رہے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ انگلستان' دوسرے اسلامی ممالک سے نہ سہی مگر کم از کم اپنے پرانے دوست ترکی سے تو بے پروا نہیں ہے" یہ سب کچھہ ہے اور اس سے بھی زائد یہ ہے کہ "سفراے دول یورپ نے ۲۹ - جولائی کو خاص جلسے میں بحث و نظر و اخذ ورد کے بعد متحدہ و متفقہ انداز میں باب عالی کو ریپریزینٹیشن کرنے کی اصلی تجویز ردی' اور نوٹ کے الفاظ پر باہم اتفاق نہ ہو سکا" لیکن اسلام نواز و مسلمان پرور انگلستان کے حوصلے اس سے بھی پست نہ ہوے - سفرا نے جدا گانہ طور پر خط اینوس و میڈیا سے ترکی فوجیں واپس طلب کرنے کے لیے باب عالی سے فرداً فرداً تحریک کرنے کے لیے جو تجویز کی ہے اس میں انگلستان بھی شامل ہے' اور وہ بھی نہایت پرزور لہجے میں احتجاج و انذار کا حق ادا کر رہا ہے - لیکن
ترکوں پر کچھہ اثر نہیں پڑا اور نہ انکے فاتحانہ عز ... ل ک ...

الهلال

۳ رمضان ۱۳۳۱ هجري

موعظة و ذكرى

(۱)

تذكار نزول قرآن

اسوة النبي صلى الله عليه و سلم

شهر رمضان الذي انزل فيه القران

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون - (بقره) شهر رمضان الذي انزل فيه القران هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان، فمن شهد منكم الشهر فليصمه، و من كان مريضاً او على سفر فعدة من ايام أخر، يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر و لتكملوا العدة و لتكبروا الله على ما هداكم و لعلكم تشكرون (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزے اوسیطرح لکھے گئے جسطرح تم سے پہلي امتوں اور قوموں پر اس سے پہلے لکھے گئے تھے' تا کہ تقوی تم میں پیدا هو - ماہ رمضان وہ ھے جس میں قران اُترا' جو لوگوں کے لیے سر تا پا هدایت ھے' جو هدایت و تمیز حق و باطل کي نشاني ھے' پس جو اس مهینه میں زندہ موجود رھے وہ روزے رکھے' اور جو مریض یا مسافر هو وہ ان کے بدلے دوسرے دنوں میں پھر روزے رکھہ لے - خدا آساني چاھتا ھے' سختي نہیں چاھتا' تا کہ تم روزوں کي تعداد پوري کر سکو - اور روزے اسلیے فرض هوے کہ تم اس عطاے هدایت پر خدا کي بڑائي کرو' اور شکر بجا لاؤ -

مکہ سے تین میل کي مسافت پر کوہ حراء واقع ھے' آج سے ۱۳۴۴ برس پہلے ایام رمضان میں جب سخت گرمي [۱] کے دن تھے' اور شدت حرارت سے ریگستان بطحاء کا ذرہ ذرہ تنور بن رہا تھا' اسي کوہ حراء کے ایک تیرہ و تاریک غار میں مادیات عالم سے ایک کنارہ کش انسان سر بزانو تھا -

وہ بھوکھا تھا' لیکن بھوکھا نہ تھا کہ اوسکے پاس کھانے کي وہ چیز تھي' جس کو کھا کر پھر انسان کبھي بھوکھا نہیں هوتا - وہ پیاسا تھا لیکن پیاسا نہ تھا کہ اوسکے پاس پینے کي وہ چیز تھي جس کو پیکر پھر انسان کبھی پیاسا نہیں هو تا - وہ تین تین چار چار دن کھانا پینا چھوڑ دیتا [۲] تھا - اوسکے جان نثار بھي اوسکي معیت میں کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے' لیکن وہ اون کو منع کرتا تھا کہ :

ایکم مثلی' ابیت یطعمني ربي و یسقیني (رواہ البخاري و مسلم في صحیحیهما)

تم میں کون میری طرح ھے' میں بھوکھا هو تا هوں تو میرا آقا مجھکو کھلا تا ھے' میں پیاسا هوتا هوں تو میرا آقا مجھکو پلا تا ھے (حدیث صحیح)

کوہ حرا کا مقدس عزلت نشین اسي طرح بھوکھا پیاسا سر بزانو تھا' کہ ایک نور [۱] بے کیف نے تیرہ و تار غار کو روشن کر دیا' وہ نور بے کیف کیا تھا ؟ هدایت و فرقان کا ایک آفتاب تھا جو مطلع حظیرة القدس سے طلوع هو کر اوسکے سینہ میں غروب [۲] هو گیا - فانه نزله علی قلبک (بقره) اور پھر اوسکے سینہ سے نکلکر تمام عالم کو اسکي شعاعوں نے روشن کر دیا - و ما ارسلنک الا رحمة للعالمین (بقره)

صیام رمضان

وہ آفتاب جسکا مطلع حظیرة القدس تھا' وہ آفتاب جسکا مغرب سینہ نبوي تھا' وہ آفتاب جس نے عالم کو منور کیا' قران مجید تھا' جو ماہ مقدس کي شب مبارک میں آسمان سے زمین پر نازل هونا شروع هوا - وہ کون سا ماہ مقدس تھا جس میں خدا کا کلام بندوں کو پہونچنا شروع هوا ؟ وہ ماہ رمضان تھا :

شهر رمضان الذي انزل فيه القران، هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان، (بقره)

رمضان کا مهینه وہ ھے جس میں قران اُترا' جو لوگوں کے لیے سر تا پا هدایت ھے جو هدایت و تمیز حق و باطل کي نشاني ھے'

پس ان ایام میں هماري بھوکھ' هماري پیاس' همارا مادیات عالم سے اجتناب' اس یادگار میں ھے کہ هم تک جو خدا کا پیغام لا یا وہ ان دنوں بھوکھا اور پیاسا تھا' اور وہ تمام لذائذ مادي سے مجتنب تھا -

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (بقره)

پس جو اس مهینه میں زندہ موجود هو وہ روزے رکھے -

یہ اوسکا حال تھا جو کوہ فاران (۳) (کوہ حراء) کي چوٹي سے جلوہ گر هوا تھا (محمد صلعم) لیکن وہ جو سینا سے آیا (موسی عم) وہ بھي تورات لینے کیلیے جب پہاڑ پر چڑھا تھا وھاں چالیس روز بدلي کے درمیان خداوند کے حضور رھا تھا (خروج ۴۰ - ۱۸) اسي طرح وہ بھي جو کوہ سعیر (کوہ زیتون) سے طلوع هوا تھا (مسیح عم) اس سے پہلے کہ وہ خدا کي منادي شروع کرے جنگل میں چالیس روز دن رات بھوکا اور پیاسا رھا تھا (متي ۴ - ۲) پس ضرور تھا کہ وہ جو کوہ فاران سے جلوہ گر هونے والا تھا' وہ بھي اس سے پہلے کہ دس هزار قدوسیوں کے ساتھہ وہ آئے' اور اوس کے داھنے ھاتھہ میں آتشیں شریعت هو' وہ خداوند کے حضور بھوکا اور پیاسا رھے' تا کہ جو لکھا گیا ھے وہ پورا هو :

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم (بقره)

مسلمانو ! تم پر روزہ اوسي طرح لکھا گیا ھے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تھا -

پس رمضان کی حقیقت کیا ھے ؟ وہ ماہ مقدس جس میں داعي اسلام حسب اتباع نوامیس نبوت' تحمل نزول قرآن کے لیے ضروریات مادیۂ عالم سے مستغني رھا' اور اس لیے ضروري هوا' کہ پیروان ملت اسلامیه اور متبعین طریقت محمدیه ان ایام میں ضروریات مادیۂ عالم سے مستغني رھیں' کہ اوس توفیق و هدایت کا شکریہ و ممنونیت اور اظهار اطاعت و عبودیت هو جو اون کو اس ماہ مقدس میں عطا هوئی -

[۱] رمضان کے معنی شدت حرارت کے هیں' اس سے اور دیگر اسماے مشهور کے قرینہ سے مستنبط هو تا ھے کہ عرب میں قبل اسلام ناقص طور سے شمسي مهینے جاري تھے اس لیے رمضان گرمي کا مهینه هو گا -
[۲] صوم وصال -

[۱] وحي قران -
[۲] نزول قران کي ابتدا رمضان میں هوئي' کما سیاتي -
[۳] اشارہ ھے تورات کی اس بشارت کیطرف : " خدا وند سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع هوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر هوا - دس هزار قدوسیوں کے ساتھہ آیا - اور اوس کے داهنے هاتھہ میں ایک آتشیں شریعت تھی [تورات' سفر التثنیه ۳۳ - ۲]

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی و الفرقان فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ و من کان مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اُخر - یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و لتکملو العدۃ و لتکبرو اللہ علی ما ہداکم و لعلکم تشکرون (بقرہ)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُترا ' جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے ' جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے ' پس جو اس مہینہ میں زندہ موجود ہو وہ روزے رکھے ' جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھہ لے ' خدا تمہارے ساتھہ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا ' تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو ' اور روزے کیوں فرض ہوے ؟ اس لیے کہ تم خدا کی ہدایت پر اوس کی بڑائی کرو ' اور شکر ادا کرو -

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عطاے ناموس فرقان و ہدی (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں ' اور اوس کے نام کی تقدیس کریں ' پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کے لیے طیار نہیں ؟ اور اوس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں ؟ اوس کی تقدیس و تمجید میں خود کو فراموش کرو ' اوس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو ' جسنے تم جیسی زار و نزار و کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا ' جو پھر کبھی کمزور نہوگی ' جس نے ۱۳۴۴ - برس ہوئے کہ توحید کی آگ تمہارے سینوں میں روشن کی جو پھر کبھی نہیں بجھیگی ' جس نے تمہارے سر پر تاج خیر الاممی رکھا ' جو کبھی نہیں اتر سکتا -

شب قدر

وہ کون سی شب مبارک تھی جس میں خدا کا کلام روح پرور ' ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا ؟ وہ لیلۃ القدر ' یعنی عزت و حرمت کی رات تھی ' بے شک وہ عزت و حرمت کی رات تھی ' وہ رات تھی جو ہزار مہینہ سے بہتر تھی ' کہ اس میں خداوند گویا ہوا ' وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں ' وہ امن و سلامتی کی رات تھی کہ اوس میں دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام آترا :

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ' وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ؟ لیلۃ القدر خیر من الف شہر ' تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر ' سلٰم ہی حتی مطلع الفجر ' (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا ' اور ہاں تمہیں کسنے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے ؟ وہ رات جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے ' جس میں ارواح مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لیکر نازل ہوتے ہیں اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے -

وہ شب کیا عجیب شب تھی ' دنیا عصیان و حق ناشناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی ' دیو باطل کا تمام عالم پر استیلا تھا ' توحید کا چہرۂ نورانی ' کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا ' نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں ' دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں ' قوت الہی سے بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں ' ایک نحیف و ضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر ' غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی ' لیکن اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف ایک گوشہ تھا جو روشن تھا ' وہ گوشہ غار حراء کا گوشہ تھا ' اس بغاوت و طغیان عالم میں ایک شے تھی جو قوت الہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھہ سر بسجود تھی ' وہ عزلت نشین حراء کی جبین مبارک تھی ' اور ایک ہی قلب تھا ' جو بیدار تھا اور وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کا قلب اقدس تھا -

یہ کیا عجیب و غریب شب تھی جب قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا ' جب جبابرۂ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا ' جب نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا ' اور اوس کی سرعسکری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہو رہا تھا جو حراء کے غیر مصنوع حجرہ میں بیدار اور سر بسجود تھا ' اور رحمت کے محافظ فرشتے اس کے رد گرد صف بستہ تھے -

انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ' فیہا یفرق کل امر حکیم ' امراً من عندنا انا کنا مرسلین ' رحمۃ من ربک انہ ہو السمیع العلیم (الدخان)

ہم نے اس کتاب مبین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا ' وہ مبارک شب جس میں پر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے ' انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا ' ایوں کہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں -

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو ' یہ وہ شب ہے ' جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی ' یہ وہ شب ہے جب اوس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا کلام الہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوے ' اور رحمتہاے آسمانی نے زمین میں نزول کیا ' پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۂ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو ' اور اوس رحمان و رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے ' جبین پر معاصی کو زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے ' اور بعد خضوع و خشوع دست تضرع دراز کرے ' کہ خدایا :

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون ' کل آمن باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ ' لا نفرق بین احد من رسلہ ' و قالوا : سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر ' لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ' لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت ' ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ' ربنا و لا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ' و اعف عنا ' و اغفر لنا ' و ارحمنا ' انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین (بقرہ)

رسول جو کچھہ اوس پر نازل ہوا اوس پر ایمان لایا اور اہل ایمان بھی ' ایمان لائے ' سب خدا پر ' اوس کے فرشتوں پر ' اوس کے کتابوں پر ' اوس کے رسولوں پر ایمان لائے اور پکار اُٹھے : پروردگارا تیری باتیں سنیں ' تیری اطاعت کا عہد کیا ' اب تیری مغفرت کے طالب ہیں ' اور تو ہی ہمارا مرجع ہے ' کسی کو تو اوس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا ' اور خیر و شر سب انسان کی کمائی ہے ' پس اے پروردگارا اگر ہم سے بھول ہو یا کرلی خطا ہو تو مواخذہ نہ کر ' پروردگارا ہم سے پہلوں کی طرح ہمکو گراں بار نہ بنا پروردگارا ہماری طاقت سے زیادہ ہمکو بوجھہ نہ دے ' ہمیں معاف کر ' ہمارے گناہ بخش ' ہم پر اے ہمارے آقا ' رحم فرما ' اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر -

اعتکاف

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزلت نشین (معتکف) ہوتے ہیں ' کہ غار حراء کا گوشہ نشین بھی ان دنوں

عزلت نشین تھا - مسلمان ایام اعتکاف میں اوس متکلم ازلي کے سوا جو ان راتوں میں معتکف حراء سے گویا ہوا تھا " کسي سے نہیں بولتے که ایسا هي اوسنے بھي کیا تھا جسکے منهه میں اوس متکلم ازلي نے اپني بولي ڈالي جب وہ حراء کے ایک گوشه میں سر بزانو معتکف تھا -

پس هر مسلم آبادي میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروري هے که اواخر عشرۂ رمضان میں مسجد کے ایک گوشه میں شب و روز مصرویت اتباع نبوي ' تلاوت کتاب عزیز ' تفکر خلق سماوات و ارض ' ذکر نعم الهي ' تذکر اسماے حسنی ' اور تحمیت و تسلیم و اداے صلوات میں اسطرح بسر کریں که ان اوقات معدودہ کا کوئي لمحه تذکر و تفکر سے خالی نهونا که اون اشخاص مقدسه کا جلوہ اوس کي آنکھوں میں پھر جاے -

الذین یذکرون الله قیاماً و قعوداً و علی جنوبهم ' (آل عمران)	جو همیشه اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرتے هیں '
الذین اذا ذکروا بها خروا سجداً و سبحوا بحمد ربهم وهم لا یستکبرون ' تتجافی جنوبهم عن المضاجع ' یدعون ربهم خوفاً و طمعاً ' (سجده)	وہ جو ' قران کي آیتیں جب اونکو یاد دلائي جاتي هیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے هیں ' اور خضوع و خشوع کے ساتھه اپنے رب کي حمد و ثنا کرتے هیں ' اونکے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رهتے هیں ' اور وہ امید و بیم کے ساتھه خدا سے دعائیں کرتے هیں -
رجال لا تلهیهم تجارة و لا بیع عن ذکر الله	جنکو خرید و فروخت وغیرہ دنیاوي اشغال ذکر خدا سے غافل نهیں کرتے -

اسماعیل و ابراهیم (علیهما السلام) کي سب سے پہلي مسجد جن اغراض کے لیے تعمیر هوئی ' اون میں ایک غرض یه بھي تھی که وہ عزلت گزینان عبادت گذار کا مسکن هو -

و عهدنا الی ابراهیم و اسماعیل ان طهرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود ' (بقرہ)	هم نے ابراهیم و اسماعیل سے عهد لیا که وہ میرے گھر کو طواف ' اعتکاف رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں -

پس اے فرزندان اسماعیل و ابراهیم ' اپنے باپ کے عهد کو یاد کرو اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے پاک رکھتے هو ' اسے اعتکاف کے لیے بھي پاک رکھو که تمهارے باپ اسماعیل و ابراهیم کا عهد خدا وند کے حضور جھوٹا نه هو -

قیام رمضان

کیا عجیب وہ جوش محویت هے جب مسلمان دن بھر کي بھوکھه اور پیاس کے بعد رات کو خدا کي یاد کے لیے کھڑے هو جاتے هیں ' الله ! الله !! وہ تکلیف جو راحت قلبي کا باعث هو ' معتکف حراء بھي اسي طرح خدا کي یاد کے لیے رات بھر کھڑا رهتا تھا ' یہاں تک که اوسکے پاؤں میں ورم آ جاتا تھا که خدا کي هدایت کا شکریه بجا لاے -

پس شب کو جب عالم سنسان هے ' اور دنیا کا ذرہ ذرہ خاموش اور محو خواب شیریں هے ' آؤ شیفتگان سنت محمدیه ! که ماہ مقدس آیا ' هم اپنے بستروں کو خالي کریں ' خدا کي تقدیس میں مشغول هوں ' اور اوسکی حمد و ثنا کریں جسنے اس ظلمت کدۂ عالم میں صرف هم کو ایک ایسا چراغ بخشا ' جس سے همارے قلوب منور هوگئے -

سبحان ذي الملك والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والهیبة والقدرة والکبریاء والجبروت ' سبحان الملك الحي الذي لا ینام ولا یموت ابداً ابداً ' سبوح ' قدوس ' ربنا ورب الملئکة والروح	تقدیس هو حکومت و شهنشاهي والے کي ' تقدیس هو عزت ' عظمت ' هیبت ' قدرت ' کبریائي اور جبروت والے کي ' تقدیس هو اوس زندہ بادشاہ کي جو نه کبھي سوتا هے اور نه کبھي مرتا ' پاک ' قدوس ' همارا آقا ' اور تمام فرشتوں اور روحوں کا آقا -

(۲)

حقیقت صوم

هم نے مقالۂ سابقه میں بتایا هے که ماہ صیام کی اصل حقیقت نزول قرآن کی یادگار و تذکار اور حامل قرآن علیه الصلوة والسلام کے اسوۂ حسنه اور سنت مستحسنه کی اتباع و تقلید هے ' که ان ایام میں آپ اسي طرح غار حراء میں قیام فرما تھے اور اسی اثناے ایام میں وہ نامۂ خیر و برکت اور دستور هدایت و قرآن همیں عنایت هوا ' جس سے هم نے جسم کی زندگي اور روح کی تسلی پائي - پس یه یوم اکبر یعنے یوم نزول قرآن ' جو لیلة القدر هے ' اسلام کي عید اکبر هے ' اور حق هے که تمام بندگان اسلام اور شیفتگان اسوۂ محمدیه ان ایام مقدسه میں وہ زندگي بسر کریں جو قرآن کا مطلوب اور حامل قرآن کا نمونه هو -

قرآن مجید نے حکم صیام کے موقع پر جیسا که آیات سر عنوان میں مذکور هے ' همکو صوم کے تین نتائج کي اطلاع دي هے -

لعلکم تتقون '	تاکه تم متقی هو '
لتکبروا الله علی ما هداکم '	تاکه تم اس عطاے هدایت پر خدا کي تکبیر و تقدیس کرو '
و لعلکم تشکرون '	تاکه تم اس نزول خیر و برکت اور اس عطاے فرقان پر خدا کا شکر بجا لاؤ '

اس سے ثابت هوا که صوم کي حقیقت تین اجزاء سے مرکب هے ' اتقاء ' تکبیر و تقدیس ' اور حمد و شکر ' پس جسطرح حقیقت مرکبه کا وجود عین اجزاء کا وجود هے که بغیر وجود اجزاء حقیقت معدوم ' اسیطرح ' صوم بغیر وجود اجزاے ثلاثه مذکورہ معدوم و مفقود هے -

اعمال انسانیه کا وجود حقیقي اون کے نتائج و آثار کا وجود هے ' اگر نتائج و آثار وجود پذیر نهولے ' تو یه نه کهو که اون اعمال کا وجود تھا ' اگر هم دوڑتے هیں ' که مسافت قطع اور منزل قریب هو ' لیکن هم بھٹک کر دوسرے راستے پر جا پڑتے هیں ' جس سے هماري مسافت دور تر اور منزل بعید تر هوتي جاتي هے تو هماري سعی لاحاصل اور هماري تگا پو عبث هے ' اگر ایک طبیب اپنے مریض کے لیے ایک دوا تجویز کرتا هے ' لیکن جس فائدہ کے مترتب هونے کي امید کرتا هے وہ مترتب نهیں هوتا ' تو یه نه سمجھو که طبیب نے دوا تجویز کي اور نه کهو که مریض نے دوا کھالي -

پس صیام جو همارا علاج روحاني هے اگر اوس سے شفاے روحاني نه حاصل هو ' تو حقیقت میں وہ صیام نهیں فاقه هے اور ایسے صائم اور روزہ دار ' جن کے صوم میں اتقا ' تقدیس اور شکر کے عناصر ثلاثه نهیں ' وہ فاقه کش هیں ' جن کي تشنگي اور گرسنگي ایک پھول هے جس میں رنگ و بو نهیں ' ایک گوهر هے جس میں آب نهیں ' ایک آئینه هے جسمیں جوهر نهیں ' اور ایک جسم هے جسمیں روح نهیں ' اور کون نهیں جانتا که ایک گل بے رنگ بو ' ایک گوهر بے آب ' ایک آئینه بے جوهر ' ایک جسم بے روح ' بے حقیقت هستیاں هیں جنکي کوئي قدر و قیمت

نہیں - آنحضرت نے اسي نکتہ کي طرف اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے :

رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ' و رب قائم لیس لہ من قیامہ الا السهر (رواہ ابن ماجہ)	کتنے روزہ دار ہیں ' جن کو روزہ سے بجز گرسنگي کچھہ حاصل نہیں ' اور کتنے تہجد گذار ہیں جنکي نماز تہجد سے بیداري کے سوا کچھہ فائدہ نہیں -

یہ کون لوگ ہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسم نے روزہ رکھا ' لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا ' اونکي زبان پیاسي تھي لیکن دل پیاسا نہ تھا ' پس رحمت کا کوثر انکے لیے نہیں کہ پیاسے نہ تھے -

هماري تقسیمات اوقات زندگي کي سب سے بڑي اور طویل تقسیم خود هماري عمر اور سب سے مختصر لحظہ ہے - همارے لیے هر لحظہ ایمان باللہ بما جاء الرسول ' هر روز پانچ بار سجدۂ نیاز ' هر هفتہ نماز جمعہ ' هر سال صیام رمضان و زکوۃ اور عمر میں ایک بار زیارت مسجد خلیل و اداے نماز ابراهیمي فرض ہے -

همارا سالانہ فرض دو ہے ' ایک جسماني اور ایک مالي ' فریضۂ مالي (زکوۃ) محدود باوقات مخصوصہ نہیں ہے ' لیکن همارا فریضۂ جسماني محدود باوقات ہے کہ پہلے سے خدا کي مسکین مخلوق هر ساعت اور هر حالت متمتع هوتي رہے ' اور دوسرے سے وہ عام یکرنگي اور اظہار اجتماع و وحدت قلوب و اجسام متصور ہے ' جو هر روز مساجد میں ' اور هر سال هر شہر کے کوچۂ و بازار اور گھروں میں اور عمر میں ایک بار کوہ فاران کے دامن میں نظر آتي ہے -

پس همارے سال کا ایک مہینہ هماري زندگي کا ایک ایسا حصہ هونا چاهیے ' جو تنزہ جسم اور طہارت قلب کا کامل نمونہ هو ' تاکہ همارا کامل سال منزہ اور طاهر هو ' اور اسطرح هماري کامل زندگي منزہ اور طاهر هو ' اسي لیے آنحضرت نے فرمایا ہے :

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (رواہ البخاري)	جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب (نیکی) کے ساتھہ رکھے ' اوسکے اگلے گناہ معاف هوے -

گناهوں کی معافی اور مغفرت کا حصول ' تمام اعمال انسانیہ کا مقصود وحید اور تمام نیکیوں اور برکتوں کا اساس کار ہے ' لیکن کیا جس نے حصول مغفرت اور گناهوں کی معافی کی امید دلائي اس نے یہ نہیں بتایا ہے ' کہ وہ مشروط بایمان و احتساب ہے ؟

ایمان و احتساب کیا شے ہے ؟ حقیقت صوم کے وهي عناصر ثلاثہ هیں جن کي طرف کتاب عزیز نے اشارہ کیا ہے - یعني اتقاء ' تقدیس و تکبیر اور حمد و شکر -

اتقا کے لغوي معنی " کسي چیز سے بچنے " کے هیں ' لیکن اسلام کي اصطلاح میں " اتقا " کے کیا معنی هیں ؟ " تمام دنیاوي آلایشوں سے ' تمام انساني کمزوریوں سے ' تمام جسماني خواهشوں سے اور تمام نفساني نجاستوں سے جسم و روح کا محفوظ رکھنا " یہي حقیقت و ماهیت صوم ہے ' جس کے ساتھہ ساتھہ دل سے تقدیس و تکبیر کي صداے غیر محسوس اور زبان سے حمد و شکر کي آواز جہر بلند هوني چاهیے ' تاکہ معتکف حراء کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع هو -

تم سمجھتے هو کہ آلودگي گناہ ' آلائش هوی ' اور ارتکاب عصیان و نجاسات نفساني ' ناقض صوم نہیں ' ممکن ہے کہ جسم کا روزہ نہ ٹوٹتا هو ' لیکن دل کا روزہ تو ضرور ٹوٹ جاتا ہے ' اور جب دل ٹوٹا تو جسم میں کیا رکھا ہے ؟ :

الصائم فی عبادۃ من حین یصبح الی ان یمسی مالم یغتب ' فاذا اغتاب خرق صومہ (رواہ الدیلمي)	روزہ دار صبح سے شام تک عبادت خدا میں ہے جب تک کسي کي برائي نکرے ' اور جب وہ برائي کرتا ہے ' تو اپنے روزہ کو پھاڑ ڈالتا ہے -

تم سمجھتے هو کہ بغاوت نفس ' اطاعت هوی اور عمل شر ' منافي صوم نہیں ' لیکن میں تمھیں سچا سمجھوں یا اوس کو (یعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) جو کہتا ہے :

لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو و الرفث (رواہ الحاکم فی المستدرک و البیهقي في السنن)	روزہ کھانے پینے سے پرهیز کا نام نہیں ہے بلکہ لغو و عمل شر سے پرهیز کا نام ہے -

کیا تم یہ سمجھتے هو کہ قول زور ' عمل بد ' اور طغیان قلب مضر صحت صوم نہیں ؟ لیکن میں کیا کروں کہ مخبر صادق کی وہ آواز سنتا هوں ' جس کی میں تکذیب نہیں کرسکتا :

من لم یدع قول الزور و الجہل و العمل بہ فلا حاجۃ للہ ان یدع طعامہ و شرابہ (رواہ البخاري و الترمذي و النسائی و ابن ماجۃ و اللفظ لہ)	جو حالت صوم میں کذب و زور اور جہالت کے کام کو نہیں چھوڑتا تو خدا کو کوئي ضرورت نہیں کہ روزہ دار اوسکے لیے بیکار اپنا کھانا پینا چھوڑے '

پس اچھي طرح سمجھہ لو کہ صوم کی حقیقت کیا ہے ' وہ ایک حالت ملکوتی کے ظہور کا نام ہے - صائم کا جسم انسان هوتا ہے لیکن اوسکي روح فرشتوں کي زندگي بسر کرتي ہے ' جو نہ کھاتے اور نہ پیتے هیں وہ تمام مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاوي سے منزہ هیں - ان کي زندگي کا فقط ایک مقصد هوتا ہے ' اطاعت اوامر الهي ' ایسے صائم نہ کھاتا ہے ، نہ پیتا ہے - وہ مادیات سے پاک اور ضروریات دنیاوي سے منزہ رهنے کی ' جہانتک اوس کی خلقت و فطرت اجازت دیتي ہے ' کوشش کرتا ہے -

صائم مجسم نیکي ہے ' وہ کسي کي غیبت نہیں کرتا ' وہ کسي کو برا نہیں کہتا ' وہ کسي سے جہالت نہیں کرتا ' وہ بدي کا بدلہ نیکي سے دیتا ہے وہ اوس کا امتثال امر کرتا ہے جو کہتا ہے ' (یعنی آنحضرت صلعم) :

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (رواہ البخاري)	تم میں سے جب کسي کے روزے کا دن هو تو نہ بدگوئي کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئی اوسے برا کہے یا اوس سے آمادۂ شمشیرزنی هو تو کہدے میں روزے سے هوں

اللہ اکبر ! وہ هستیاں کہاں هیں ؟ جو تلوار کا وار روزہ کی سپر پر روکتی هیں ' روزہ سپر ہے ' بے شبہ سپر ہے ' وہ آخرت میں حملۂ جہنم سے بچاتا ہے ' اور دنیا میں بغاوت نفس سے بچاتا ہے ' طغیان هونے سے بچاتا ہے ' اور خبث عمل سے بچاتا ہے ' کیونکہ روزہ کی جزا خود خدا ہے ' اور وہ خیر محض اور نیکی خالص ہے -

قال رسول اللہ صلعم : قال اللہ تعالی کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی و انا اجزي بہ و الصیام جنۃ - (رواہ البخاري)	حدیث قدسی ہے کہ خدا نے فرمایا انسان کا تمام عمل اس کے لیے ہے ' لیکن روزہ میرے لیے ہے میں اوسکی جزا هوں اور روزہ سپر ہے '

پس مبارک ہے وہ جو اس سپر کو لیکر کارزار اعمال میں آتا ہے ' کہ وہ حملۂ نفس سے زخمی نہوگا ' مبارک ہے وہ جو ان ایام میں بھوکھا رهتا ہے کہ وہ آسودہ هوگا ' مبارک ہے وہ جو ان ایام میں پیاسا رهتا ہے کہ وہ سیراب هوگا - سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح -

افسانۂ عجم

همدردی کي نمایش

مظالم بلقان کي یاد فرا موش کرنے والي پالیسي

۲۸ - جولائي سنه ۱۹۱۳ ع کو مجلس شوراى برطانیه کے دیوان خاص میں ایران اور تبت پر کاغذات کي تحریک کرتے هوے جنوب ایران میں فوضویت (انارکي) کا مقابله شمال ایران کے انتظام سے کیا گیا جسکي وجه ۱۷۵۰۰ - روسي فوج کي موجودگي هے -

لارڈ کرزن نے سوال کیا که کیا موخرالذکر کي تعداد قانون اور انتظام کي ضرورت سے زیاده نهیں کیا ؟ اس نے انگریزي روسي عهد نامه کي روح کو نهیں توڑا ؟ کیا یه ایران کي مسلسل خود مختاري کے دعوے کے خلاف نهیں جسکا هم اعلان کیا کرتے هیں ؟

انهوں نے اس امر کو مشکوک سمجھا که ایران میں فوج کي روانگي تجارتي سڑکوں کي حفاظت کي اس طول پالیسي کا بقایا تھي جس سے گورنمنٹ جھجکتي آئي - انهوں نے آزادي کے ساتھه فوج کی واپسي پر گورنمنٹ کو مبارک باد دي - انهوں نے پوري آزادي کے ساتھه کیپٹن ایکفرڈ کے انتقام کے لیے مهم کی روانگي کي مخالفت کي ' جو غالباً فوجي قبضه کي طرف رهنمائي کریگي ' اور اگر قاتل بغیر سزا یاب هوے نکلیگا تو برطاني اثر (پرسٹیج) کو ایک خوفناک ضرب لگیگي -

جنوب ایران میں اگر هم کو قانون اور انتظام کو خود اپنے هاتھه میں لینا نهیں هے تو ایک ایسي پالیسي کا اختیار کرنا ناگزیر هوگا جو اسباب کو دفع کرکے اس قسم کے افسانهاے غم کے دوبارہ وقوع کو روکے -

لارڈ کرزن نے سویڈن کے افسران جندرمه کي تعریف کي لیکن کها که اس قسم کے جندرمه جو کچھه کر سکتے هیں وہ یه هے که صرف چند تجارتی سڑکوں کو محفوظ رکھیں - جنوب ایران میں جس چیز کي ضرورت هے وہ یه هے که مالگذاري کی تحصیل ' ملک کي نگراني ' اور فسادي قبائل کي سرزنش کے لیے ایراني گورنر جنرل کے هاتھه میں ایک فوج هو -

مالیات کی طرف متوجه هوتے هوے لارڈ کرزن نے کها که سر ایڈورڈ گرے نے گورنمنٹ کي پالیسي کو ایک غیر محدود صبر کي پالیسي کي حیثیت سے بیان کیا هے -

یه پالیسي غیر محدود ادائگیوں کي ایک پالیسي بھی هے -

هم ایک چھلني میں روپیه ڈال رهے هیں ' یه ایک سادن پالیسي هے ' اور هم کو چاهیے که علاج کے بھٹکنے سے پہلے گہرے طور پر اسباب کو دیکھیں -

لارڈ کرزن نے کها که معلوم هوتا هے گورنمنٹ بے طرف حصے کي سیاسي اور تجارتي اهمیت کو بھولگئي ' یه سلسله جاري رهنا نا ممکن هے که جب موافق هو تو برطاني حقوق ثابت کیے جائیں ' اور جب موافق نه هو تو برطاني ذمه داریوں سے انکار کیا جاے - گورنمنٹ کو یه ماننا چاهیے که حالت بدلگئي هے اور جب تک که بے طرف حلقه ناطرفدار هے اسوقت تک ان کو یه حق نهیں که وہ برطاني روپیه برساتے رهیں ' جیسا که وہ کر رهے هیں - هم کو چاهیے که ایراني حکومت کے با اختیار اشخاص کي مدد کریں - نه صرف ایک حصه میں بلکه تمام ملک میں ' اور دوبارہ انتظام قائم کرنے کے لیے فوج جمع کرنے میں مدد دیں -

بے طرف حلقے میں ریلوے کے متعلق هم کو مضبوطي کے ساتھه ایک پالیسي کي پیروي کرنا چاهیے - لارڈ کرزن نے اعلان کیا که هم کو طے کر لینا چاهیے که انگریزي روسي عهد نامه ایک غلطي تھي ' اگرچه انهوں نے یه تجویز نهیں کي که گورنمنٹ کو روس کے پیچھے پیچھے چلنا چاهیے ' بلکه یه تجویز کي که روس کے ساتھه ملکر کام کرنا چاهیے ' اور پالیسي کو واقعات پر ترتیب دینا چاهیے -

لارڈ مارلے نے اس امر سے انکار کیا که مادي طور پر ایران کي حالت اب اس سے بدتر هے جیسي که انگریزي روسي معاهده سے پہلے تھی -

گورنمنٹ کي پالیسي کا خاکه جو که اسي طرح مخالف جماعت کي بھي پالیسي هے جسطرح که وہ گورنمنٹ کي هے اور جس کے متعلق ان کو یقین نهیں که کوئي دوسري گورنمنٹ اسکو چھوڑیگي ' انهوں نے سات دفعات میں کھینچنا چاها -

(۱) انگریزي روسي معاهدے کي محافظت ' روح اور الفاظ دونوں میں -

(۲) ایران کي خود مختاري کي محافظت اور اسکي تقسیم یا اقتصادي ' انتظامی یا سیاسي طور پر تقسیم کے قریب آنے سے بچنا -

(۳) ایران کي بهبود کا خیال -

(۴) کسي قسم کي آئیني حکومت کي مدد کرنا -

(۵) مشورہ ' توجه ' یا هر ایسی مدد سے جسکو گورنمنٹ دینا مناسب سمجھے ایران کي مضطرب حالت کو هموار کرنے کے موقع کو ضائع نه کرنا -

(۶) روپیه یا دیگر ذرائع سے ایران کو جنوبي سڑکوں پر دوبارہ انتظام قائم کرنے کے قابل بنانا -

(۷) اور جنوبي ایران میں مهم بھیجنے کي پالیسي میں اپنے آپ کو الجھنے سے بچانا -

لارڈ مورلے نے کها که وہ ایک اٹھویں کے اضافه کرنے کي طرف مائل تھے - یعنے انکو ایسے پوزیشن میں مدفوع هونے سے باخبر رهنا چاهیے جو مسلمانان هندوستان کی راے اور انکے خیالات کو ناراض کریگا - اسوقت تمام دنیا کے مسلمانوں میں اسلامي آبادي پر نازل هونے والي بدقسمتي کی وجه سے ایک ایسا احساس غم هے جو خطرناک هو سکتا هے - اگر مسلمانان هندوستان کا یه احساس ایران کی دوبارہ ساخت میں کسي غیر دوستانه یا بظاهر غیر دوستانه کار روائي کي وجه سے مستحکم هوگیا تو گو کھلي هوئي بغاوت نهو مگر تاهم یه امور وفاداري اور نیک نیتي کے سرمایه کو جو هندوستان کے مسلمانوں میں موجود هے آهسته آهسته خاموشي کے ساتھه کم کرنے والے هونگے -

تجارت ایک معقول مقدار میں ایران کے ساتھه هو رهی هے - مارچ کی رپورٹ دکھاتي هے که شیراز کے شمال کي طرف عموماً سڑکوں کي حالت اطمینان بخش رهی - سه ماهي کي جنوبي چنگي کي رسیدیں سنه ۱۹۱۲ ع کي اسي سه ماهي کي رسیدوں کي نسبت ۱۰ - هزار پاونڈ زیاده هیں -

لارڈ کرزن نے روسي سڑکوں کي تصویر بهت هي طرفدارانه کھینچی هے ' کیونکه تمام شمالي علاقه میں انتظام کسي طرح بھي محفوظ نه تھا - روس باطوم اور طهران کے مابین ریل کے مسئله پر بالکل دوستانه طور پر گفتگو کر رها تھا - اسوقت طهران سے آگے کسي لائن کي خواهش نهیں -

بے طرف حصے کو توڑ دینے اور اسمیں ایران کو خود مختار کر دینے کے مشورہ کي بابت لارڈ مورلے کو جو کچھه کهنا تھا وہ یه تھا که برطانیه اور روس دونوں کامل اتفاق کے ساتھه کام کر رهے هیں ' اور اس حصے کي حالت میں کسي قسم کے تقرر پر بحث کي جانے والي نهیں هے -

مقالات

مصـــر اور قبـــرص

از ایس - ایم - اے - رفیقي

اس کے پہلے جو خدشہ مجھکو معاهدۂ خلیج فارس سے انگریزوں کے عرب پر اقتدار پانے کا هوا تها وہ اگرچہ ایک حد تک بجا هے - مگر شاید قبل از وقت تها ' اب سنا جاتا هے کہ کویت پر انگریزوں نے ترکي سیادت کو تسلیم کرلیا هے ' اگرچہ عمال بحرین و جزیرہ نماے القطر کو ترکوں کے اثر سے نکالنے میں کامیاب هوگئے ' مگر میرے خیال میں خواہ انگریزوں کا اثر ایک حد تک بحر عمان پر قائم هوجائے ' لیکن بفضلہ نواح عرب اور اس کے شمول کے صوبے ابهي تک ترکوں کے قبضۂ اقتدار میں هیں ' اور انگریزوں سے یہ امید نہیں کہ وہ اٹلي کي طرح بے محابا ان صوبوں کو ترکوں سے چهین لینے کي کوشش کرکے هندوستان کے مسلمانوں کو اپنے برخلاف کرلیں گے - گو اس میں شک نہیں کہ انگریز عموماً عرب پر اور خصوصاً حجاز پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاهتے هیں ' اور ایک خاص حکمت عملي سے اس کام کو حد انجام تک پہونچانے کی فکر میں هیں - مسٹر اسکاون بلنٹ کی کتاب فیوچر آف اسلام سے اس بات کا بخوبي پتہ چلتا هے - وہ چاهتے هیں کہ ترکوں سے عام مسلمانوں کا دل پهیر کر انگلستان کي امن پسندي اور انصاف پرستي کا روشن پہلو دکها لیں ' اور پهر ناصح مشفق بن کر مسلمانوں کو صلاح دي هے کہ ظالم اور لامذهب ترک (جو حاجیوں کے لیے بڑي تکلیفوں کا باعث هیں) اُن کے بجاے شاہ انگلستان کو خادم الحرمین اور خلیفة المسلمین سمجها جائے ' جو حجاز کي حکومت نیک نیتي سے شرفاے مکہ کے اقتدار میں قائم رکهیں گے - اس سے بهي خطرناک وہ تجویز هے جس کے رو سے خدیو مصر کو شام و حجاز کا مالک دلانے کی کوشش هو رهي هے اور خدیو کي حالت وهي رکهي جائیگي جو اب هے - با ایں همہ میں مسلمان هوکر کبهي اس خیال کو دل میں نہیں لا سکتا کہ خدا کا یہ فرمان " هم نے تورات میں لکهنے کے بعد زبور میں بهی لکهہ دیا کہ زمین کے وارث همارے نیک بندے هونگے " غلط هوگا - یا مسلمان کے هوتے خدا دوسري قوم کو اس معزز لقب سے مشرف کریگا - البتہ اگر ترک نیک مسلمان نہ رهیں جس طرح بني امیہ و بني عباس کے آخري حکمراں نہ تهے تو خدا کي خدائي میں کمی نہیں - وہ اُن سے کسي بہتر قوم کو مسلمان کرکے لائیگا - لیکن انگریز یا کسي عیسائي قوم کا ان مقدس مقامات کا وارث هونا گو تهوڑے وقفے کے لیے ممکن هے ' تاهم اس امکان کو بهی واقع سمجهو کہ خداے اسلام کسی دوسرے صلاح الدین کے بهیجنے پر بهی قادر هے -

البتہ جب هم ارض مقدس کے وارث قرار دیے گئے تو هم پر ضروري هے کہ اس کي حفاظت میں هم کوئي دقیقہ اٹها نہ رکهیں ' اور اس کو اندروني و بیروني خدشے سے پاک رکهیں ' لیکن کیا حالت موجودہ هم کو اس کا اطمینان دلاسکتی هے ؟ حالت موجودہ سے میرا مطلب ترکوں کی شکست نہیں ' کیونکہ عارضی شکست سے قوم کو ایک اچها سبق ملتا هے ' اور نقصان کی تلافی ممکن هے ' مگر وہ خطرہ جو مسئلہ مصر کی شکل میں نمودار هے اگر طے نہ هوا تو یہ حالت نا قابل اطمینان کہی جا سکتی هے ' جو مقدس ملک کی وراثت هم سے ضرور لیکر رهیگا ' اور خدا کا وہ کلام پورا هوگا کہ " إن الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم "

ملک مصر افریقہ کے شمال و مغرب گوشے میں وادي حلفا (طول البلد ٢٢ - درجہ) تک پهیلا هوا هے - مشرق میں بحر احمر اس کو عرب سے جدا کرتا هے ' مگر خاکناے سویس اس کو شام و فلسطین سے ملائے هوے هے - مغرب کي جانب لیبان کا مسلسل ریگستان طرابلس الغرب تک پهیلا هوا هے - اگر نخلستان کفرہ (جو شیخ سنوسي کا دار الاقامۃ هے) شامل کرلیا جائے تو اس کا رقبہ چار لاکهہ مربع میل کا هوتا هے - گویا هندوستان کے رقبے کی ایک چوتهائي - آبادي ١٢ - ملین هے ' جبکہ اس کي علم جغرافیہ لکهنے کي ضرورت نہیں ' یہ سب جانتے هیں کہ وادي نیل جس کا رقبہ ١٢٠٠٠ - مربع میل هے ' دنیا میں یہ کرۂ سب سے زیادہ زرخیز خطہ هے - علاوہ اس کے یہاں کي آب و هوا تمام ملکوں سے بہتر و صحت بخش هے - اسي آب و هوا کے اثر پذیر مدہ وہ دست و دماغ تهے جنهوں نے دنیا کي سب سے زیادہ عجیب و غریب و قدیم عمارت (اهرام) مصري بنائی هے - لیکن جو بات ان سب سے اهم تهي وہ مصر کا محل وقوع هے - مصر هندوستان کي دهلیز کہا جاتا هے ' مگر حق تو یہ هے کہ اس کو حجاز مقدس کا مضبوط دروازہ کہنا چاهیے ' جیسا کہ دوسرا جنوبي دروازہ آبناے باب المندب هے ' جہاں جزیرہ بیرم اسکا سد باب هے - یہ بهي مصلحت ایزدي تهي کہ اس نے اپنے گهر کي حفاظت کا اس قدر سامان کیا ' اور ان دروازوں کا پاسبان مسلمانوں هي کو بنایا - چنانچہ اگر کوئي قوم شمال یا جنوب سے حجاز کے سر کرنے کا سودا لیکر آئے تو وہ صحراے شام یا صحراء (الربع الخالي) یا حبش و سوڈان کے دشوار گذار منازل میں سر مارا کرے ' اور اس کے طے کرنے هي میں اپني همت هار دے - لیکن دیکهنا یہ هے کہ اب کلید کعبہ کسکے هاتهہ میں هے - نہر سویس کا کهلنا قیامت هوگیا کہ خود مصر آپنا دهاپے کا دنگل بنگیا ' اور انگریزوں کے بحر احمر اور زمین فراعنہ کے اقتدار نے حجاز کي پوزیشن کو ایک خطرناک حالت میں کردیا - اب اسکي حفاظت کا کیا سامان هے صرف ترکوں کي اپني ذاتي دلیري - لیکن یہ کب تک ؟! - اسلامی تاریخ میں شاید اس سے برا زمانہ کبهي نہ آیا هوگا جبکہ اقوام فرنگ کي دیرینہ خواهش فتح مصر میں خود محمد علي پاشا نے مدد کي - نپولین نے ایک وقت میں مصر فتح کیا - لیکن خدا نے جلد اس کے نکالنے کا سامان پیدا کردیا ' مگر جب مسلمان خود اپنے پاؤں کو تیشہ و تبر کے حوالے کردیں تو اس کا کیا علاج ؟

مصر کا ترکي سے جدا هونا گویا اسلامي شجر سے ایک سرسبز شاخ کا کٹ جانا تها ' اور ظاهر هے کہ کٹی هوئي شاخ کب تک سرسبز رہ سکتي هے - نصف صدي تک تو کسي نہ کسي طرح کام چلا کیا ' مگر اسمعیل پاشا کے وقت میں تو مصر کي پوري مرمت هو گئي - وہ یورپ کے مہاجنوں کے هاتهہ بیچ ڈالا گیا هے - گو کچهہ

زمانے تک یورپ کي کسي قوم نے مصر پر اقتدار قائم کرنے کا ادعا نہیں دیا - لیکن نہر سویس کے کہلتے هي انگریزوں نے هندوستان کی حفاظت کا بہانہ ڈھونڈھا - اور مصر میں قدم جمادیے -

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمد عرابي کے ماتحت مصر میں ان کي ملک گیري کے خلاف آگ بھڑک رهي تھي - بد قسمت مصر پر یہ دوسرا تازیانہ تھا - عرابي نے بات تو معقول کي ' لیکن یہ نہ سمجھا کہ مصر کے کھیت کاٹنے والے (فلاح) انگریزي فوج کے کاٹنے کي طاقت نہیں رکھتے - نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے فوج بھیجي ' ایک هي مقابلہ میں سب تتر بتر هوگئے ' اور انگریزي قبضہ کي بنیاد پڑگئي - کچھہ زمانے بعد ایک اور آفت آئي - مصر خاص کے علاوہ خدیو کے ماتحت نوبہ دارفور اور کردوفان تا منتہاے منبع نیل تھا - محمد احمد مہدي سوداني کے کارنامے تو بہت مشہور هیں ' مگر مصر کو ان کا سب سے زیادہ ممنون هونا چاهیے کہ انھوں نے ایک بڑے ملک کے قبضہ میں رکھنے کے بوجھہ سے جس کا مصر متحمل نہ تھا اس کو سبکدوش کردیا - مگر انگریزوں نے غریب مصر کے کندھے پر پھر وهی جوا ڈال دیا - اس کو مجبور کیا کہ سودان پھر فتح کیا جائے - غرض تو اپني تھي ' سوچا کہ همارے تھوڑي سي مدد کا احسان بھی مصر پر رهے گا ' اور اس کارروائي سے مصر کا خزانہ بھي خالی هوکر همارا دست نگر هو جائیگا - غرض جس خونریزي سے سودان دوبارہ فتح هوا اس کو نظر انداز کر کے دیکھنا چاهیے کہ مصر کو اس سے کیا فائدہ هوا ؟ سودان پر دو عملی حکومت قائم کي گئي - اور وہ اینگلو ایجپشن سودان کے نام سے مشہور کیا گیا - وہ دو عملي کیا تھي ؟ یعنے ملک کی آمدني انگریزي خزانہ میں اور خرچ مصري خزانہ سے - بعینہ اس کي مثال سراج الدولہ کے بعد بنگال کي دو عملي کي سی تھي - سودان بجاے برکت کے مصر کے گلے میں لعنت کا طوق هوگیا ' اور یہ بد قسمت مصر پر تیسرا تازیانہ تھا -

لیکن مصر کا ایک تعلق اور هے ' جس کو میں نے ابھي بیان نہیں کیا - مصر بالکل آزاد و خود سر نہیں ' بلکہ زیر سیادت سلطانی هے - سلطان کے حقوق مصر میں یہ هیں :

(١) خراج جس کي مقدار سات لاکھہ پونڈ سالانہ هے -

(٢) وصولي ٹیکس بنام سلطان -

(٣) سکوں اور سرکاري کاغذات پر طغراے سلطاني کا هونا - اور علم وغیرہ پر ترکي نشان -

(٤) فوج کی تعداد بڑھانے اور غیر ملک سے قرض لینے میں اجازت سلطانی -

(٥) کسی غیر ملک کے باشندے کو مصر میں آباد نہونے دینا ' بغیر اجازت باب عالي -

(٦) مذهبی افسروں کا تقرر سلطان سے -

(٧) خدیو کی معزولی کا اختیار -

(٨) مصري کمک سے ترکی کی مدد کرنا ' بروقت جنگ -

(٩) کسی آهن پوش جہاز کا نہ رکھنا -

لکھنے میں تو یہ حقوق بہت بڑے معلوم هوتے هیں - لیکن ترکی اثر جو کچھہ اب باقي هے اس سے تو میں یہ ڈرتا هوں کہ نوجوان ترک اس براے نام سیادت کو بوسینہ و هرسک کی طرح انگریزوں کے هاتھہ بیچ نہ ڈالیں -

ملک	رقبہ			آبادی
(١) مصر	٤٠٠,٠٠٠	مربع	میل	١٢ ملین -
(٢) قبرس -	٣,٥٨٤٠	"	"	٢٣٧,٥٠٠
(٣) حجاز ' یمن ' عسیر -	١٧٣,٧٠٠	"	"	٨ ملین -
(٤) شام ' عراق -	٣٠٩,٢٧٠	"	"	٦ ملین -
(٥) ارمینیا -	٩٢,١٢٠	"	"	٥ ملین -
(٦) ایشیاے کوچک -	٢٠٩٣٨٠	"	"	١١ ملین -
(٧) یورپ (جنوب خط اینوس و میدیا)	٢,٤٣٢	"	"	٣ ملین -
	١,١٩٠,٤٨٦			٣ لاکھہ ٣٤ ملین -
پہلا رقبہ -	١,٥٧٤٤٠٠	مربع	میل	
پہلي آبادي				٤٠ ملین

" سلطنت عثمانیہ کا شاندار مستقبل هو سکتا هے - اور اسکے پورے نقصان کي تلافي هو سکتي هے - اگر مصر و قبرس شامل هو جائے - "

اسی شمول میں میں سائپرس یا قبرس کا ذکر بھی کرنا چاهتا هوں - جزیرہ قبرس جنگ روس روم سے پہلے ترکی کے ماتحت تھا - یہ جزیرہ بحر روم کے جزیروں میں بلحاظ رقبہ تیسرے نمبر پر هے - لیکن زر خیزي میں وہ غالباً سب سے اول هے - یہ هر قسم کے کانوں اور نفیس جنگلوں کے لیے مشہور هے - لیوانت میں ادنہ کے مقابل واقع هے - آبادی تین لاکھہ هے - جس میں پانچواں حصہ مسلمان هیں - یہ وهی جزیرہ هے جو سب سے پہلے عرب کے هاتھہ آیا تھا - اور امیر معاویہ نے جہاں عرب کے چند خاندانوں کو آباد هونے کے لیے بھیجا تھا - جنگ روس و روم کے خاتمہ پر انگریزوں نے مسلمانوں کو روس کے خلاف مدد دینے کے معاوضے میں اس کو مانگ لیا - لیکن وعدہ کیا تھا کہ روس کے آیندہ حملوں کے خطرے نکل جانے پر واپس کردیا جائیگا - اس جگہ میں یہ عرض کرنا ضروري سمجھتا هوں کہ مصر میں فوج بھیجتے وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ امن هونے پر فوج بہت جلد مصر سے واپس بلالي جائیگی - قبرس سے اب بھی براے نام ایک خراج سلطان کو جاتا هے - اور وهاں سلطان کا ایک هائی کمشنر بھي رهتا هے - قبرس انگریزوں کے نزدیک بہت اهم نہیں ' اور جبکہ مالٹا کے ایسا با موقع جزیرہ بحر روم میں پاس هے تو یہ اس کو بہت ضروري نہیں سمجھتے - چنانچہ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک وقت میں راے دی تھی کہ یہ جزیرہ یونان کے حوالے کردیا جائے - خدا معلوم یہ کہاں تک صحیح هے کہ معاهدۂ خلیج فارس میں بحرین کي طرح ترک قبرس سے بھي دست بردار هوگئے - اگر فی الواقع ایساهي هے تو ترکوں کی نادانی پر جتنا افسوس کیا جائے بجا هے - قبرس سے بڑھکر ترکی بیڑے کے لیے اور کوئی اچھا موقع نہیں ' جہاں سے وہ مصر ' ساحل شام ' ایشیاے کوچک ' اور ایک حد تک ایجین بلکہ دردانیال و عرب کی بھی حفاظت کرسکتا هے - علاوہ اس کے جو نفع ایک زر خیز زمین سے

حاصل ہوتا ہے وہ علحدہ - بحالت دیگر اس کا دوسری قوم کے قبضے میں رہنے سے وہی اثر شام و مصر پر پڑیگا ' جو جزائر ایجین کے نکل جانے سے سواحل ایشیاے کوچک پر پڑسکتا ہے -

خدا نخواستہ اگر باب عالی کو تازہ مفتوحات (ادرنہ وغیرہا) سے محروم رکھا گیا اور یورپ کی تہدید آمیز حکمت عملی اس موقع پر بھی کامیاب نکلی ' تو اس حالت میں ترکی سلطنت موجودہ مقبوضات ایشیا او ر یورپ کے اس ٹکڑے پر جو اینوس اور میڈیا کے جنوب میں واقع ہے ' جزائر ایجین پر محدود رہ جائیگی - ترکوں کو اس میں اضافہ کرنے کے لیے قبرس و مصر کی ضرورت ہے - اس وقت یہ پوری سلطنت بن کر اپنے پچھلے نقصان کی تلافی کردیگی - اسکا رقبہ ہندوستان کے برابر اور زرخیزی میں تمام دنیا سے بڑھکر ہوگا - یہ تمام قدیم قوموں کے مسکن پر شامل ہوگی - بابل ' مصر ' کنعان ' کالدیا وغیرہ کی قدیمترین تاریخی اقوام کے وطن پر اسی سلطنت کا سکہ رواں ہوگا ' اور اسی طرح اسلامی تہذیب کے جتنے مرکز و مستقر تھے سب اسی سلطنت میں شامل رہیں گے - عراق ' یمن ' مصر ' شام ' روم - خلفاء کے پایہ تخت بھی اسی سلطنت میں واقع ہونگے - یعنی مدینہ ' کوفہ ' دمشق ' بغداد ' قاہرہ ' قسطنطنیہ -

آبادی میں مسلمانوں کا عنصر بھی غالب ہو جائیگا (مصر میں تقریباً ۹۸ - فی صدی سے زائد مسلمان آباد ہیں) اور عیسائیوں کی تعداد پھر ایسی اہم نہ رہیگی - مصر شامل ہوکر جیسا میں پہلے لکھ چکا ہوں حجاز کی بڑی تقویت کا باعث ہوگا - موجودہ مصر کی سرحد تو بندرگاہ ینبوع تک پھیلی ہوئی ہے اور " طورسینین " کا مقدس خطہ بھی اس میں شامل ہے - نیز مقبوضات افریقہ میں مصر کے شمول سے مسلمانان افریقہ کو تقویت ملیگی - اور ان کی حالت جاننے کے لیے یہ ایک دیدبان رہیگا - یہیں سے سلطان روم افریقہ کے مسلمانوں پر اپنا اثر پھیلا سکتے ہیں - حجاز و مصر کا اتصال (بذریعۂ ریلوے) تمام افریقی حاجیوں کی بڑی مشکلات کو کم کردیگا ' لہذا ترکوں کو چاہیے کہ اپنا مستقبل شاندار بنانے کے لیے سب سے پہلے اس مرحلے کو طے کریں ' اور ان اصلاحات و ترقیات کی تجاویز کو اپنی بڑی سلطنت پر نافذ کرنے کی جانب پوری طاقت سے متوجہ ہو جائیں - اب سوال یہ ہے کہ اس مقصد براری کی کیا صورت ہو - کیا ترکوں کو انگریزوں سے سمجھوتا کرنا چاہیے ؟ واقع میں جان بل کیا ایک حد تک مسلمانوں کا دوست ہے ' اور اس کے راضی کرنے میں بڑی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑیگا ؟ یہ حدس وظن اگر صحیح ہے ' اور اس کا جواب اگر اثبات میں مل سکتا ہے - میری راے ہے کہ معاہدۂ خلیج فارس کی طرح اور ایک نیا معاہدہ ترکی اور انگلستان میں مصر کی بابت قرار پائے - جس میں ذیل کے اصول قائم کیے جائیں :

(۱) ترکی اور انگلستان میں یہ ایک دوستانہ معاہدہ ہوکہ دونوں سلطنتیں بہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرینگی - پہلی طاقت کسی غیر قوم کو مصر یا ترکی سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی مزاحم ہوگی - نیز ہندوستان کے مسلمانوں کو انگلستان کا خیر خواہ بنانے میں کوشاں رہیگی - دوسری طاقت حسب حاجت ترکوں کی مدد کریگی - علاوہ اس کے اُس کو ترقی اور اصلاحات کے شروع کرنے میں مددگار رہیگی - اور ان کے لیے کوئی دقت و زحمت پیدا نہ ہونے دیگی - (یہ بالکل معاہدۂ جاپان و انگلستان کی طرح ہوگا -)

(۲) انگلستان کو وہ تمام ملک حوالہ کیا جائے جو وادی حلفہ سے جنوب مصر و انگلستان کے مشترک مقبوضات ہیں - اور مصر اپنے حقوق سے وہاں دست بردار ہو جائے - اسکے عوض جزائر قبرس مصر کو تفویض ہو - اور انگریزی فوج مصر سے واپس بلا لی جاے -

(۳) سلطان اپنے عہدۂ خلافت کو کام میں لاکر امیر افغانستان کو آمادہ کریں کہ وہ انگریزوں سے اپنے کاموں میں اس حد تک مدد لیا کریں کہ استقلال افغانستان میں خلل نہ پڑے -

(۴) خدیو کے حقوق وہی رہینگے جو اسکے تحت نہ - البتہ اس میں یہ اضافہ ہوگا کہ وہ عثمانی کیبینٹ کے ایک وزیر بھی سمجھے جائینگے ' اور سر عسکر یا شیخ الاسلام یا کسی دوسرے وزیر کے مانند پارلیمنٹ اور سلطان روم کے روبرو اپنے کاموں کے جواب دہ ہونگے -

(۵) قبرس خدیو مصر کے قبضے میں رہیگا ' لیکن تمام خارجی معاملات کا تعلق ترکی وزیر خارجیہ سے ہوگا -

(۶) پارلیمنٹ ترکی میں مصر سے بھی مبعوث (ممبر) لیے جائینگے -

(۷) مصر کی فوج محدود ہوگی اور ترکی فوج سمجھی جائیگی - نیز سلطانی فوج تمام مصر میں متعین رہیگی -

اس عہد نامے کے دو حصے ہیں ' پہلا ترکی و انگلستان کے متعلق ' اور دوسرا مصر و ترکی کے متعلق ہے - عہد نامے کی تکمیل سے جو فائدہ انگلستان کا ہے وہ مسلمانان ہند کا دل اپنے ہاتھ میں لے لینا ہے - مسلمانان ہند ترکی کو اپنی قوم کی سلطنت سمجھتے ہیں ' یہی نہیں کہ وہ دین میں ایک ہیں بلکہ زیادہ تر وہ اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس سے نسل عثمانی - انگریزوں کو مسلمانوں کی وہ ناراضی یاد ہوگی جبکہ عقبہ کے معاملے میں انگلستان نے غلطی سے ترکوں کو دھمکایا تھا - وہ خود دیکھتے ہیں کہ موجودہ لڑائی میں ترکوں سے مسلمانوں کی کیا ہمدردی ہے ' اور وہ انکی تکلیف سے کسقدر بے چین ہیں ؟ کاش جان بل دو اس کے خود غرض مشیر نہ بہکاتے ' اور وہ موجودہ لڑائی میں کچھہ بھی ترکوں سے ہمدردی کرتا تو مسلمانان ہند اس کو ہندوستان کی موجودہ بے چینی سے اطمینان کرادیتے - لیکن ابھی وقت ہے اور اس سے بہتر موقع کوئی نہیں کہ ترکی و انگلستان میں ایک دوستانہ تعلق اس شکل میں قائم ہوجائے جیسا میں بیان کر آیا ہوں - انگریزوں کو یقین کرنا چاہیے کہ وہ صرف مسلمانوں ہی کے ساتھہ دینے پر ہند میں سلطنت کرنے کے قابل ہیں - جس دن مسلمانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ انگریز ان کے بھائیوں سے علانیہ بر خلاف ہوگئے ہیں ' وہ دن حکومت کے لیے اس قدر تشویش آفریں ہوگا کہ اُس کے نتائج کے اظہار کی ضرورت نہیں -

اب ایک بات اور رہ گئی یعنی مسئلہ نہر سویس - نہر سویس ہی ان تمام دقتوں کی جڑ ہے - اس میں شک نہیں کہ جسقدر فائدے اس سے یورپ نے اٹھائے ہیں ' اتنا ہی نقصان ایشیائی قوموں کو اس سے ہوا ہے - کاش یہ نہر نہ کھدی ہوتی - اور خدیو مصر حضرت فاروق اعظم کی دوراندیشی کو کام میں لائے ہوتے اگر سویس اب بھی بند کردی جائے تو اس سے موجودہ حالت پر کیا اثر پڑیگا ؟ سویس سے صرف یہ فائدہ ہے کہ یورپ اور ایشیا کے سفر میں آسانی ہوگئی ' مگر یورپ ایشیا سے جتنا ہی کم ملے اتنا ہی بہتر ' علاوہ اس کے خشکی کے راستے ' جبکہ فارس ' مصر و ترکی کی مجوزہ ریلیں تکمیل کو پہنچ جائینگی ' یورپ کے لیے اس سے آسانی ہو جائیگی - پس مناسب یہ ہے کہ اس فساد کی جڑ کو مستاصل ہی کر دیا جائے ' مجھکو معلوم ہے کہ جب فرانسیسوں نے نہر کے کھودنے کی کوشش کی تھی ' اور مصری اور ترکی حکومت نے اجازت بھی دیدی تھی تو انگریز ہی تھے جنھوں نے اس راے سے اتفاق نہیں کیا تھا - گو اسکے کھدنے میں بے حد روپیہ صرف ہوا ہے ' لیکن وہ سب وصول ہو گیا ' اور کام کے بگاڑنے میں کچھہ خرچ و دیر نہیں - وہ جلد پٹ

ادبیات

خطابة الم

معضر حسن ترا مهر بعنوان شده است * ختم خوبي بتو اے خاتم خوبان شده است
مستفیض از لب تو عیسی مریم آمد * مستنیر از رخ تو موسی عمران شده است
هر که داغے بجبین داشته از بندگیت * مه تابان شده او یا مه کنعان شده است
ساحهان کرد ورودت اثر باد بهار * هر بیابان ز قدوم تو خیابان شده است
تا چه افعال نکوهیده ز امت سرزد * که گرفتار به بند غم و حرمان شده است
روس منحوس نیفگنده اگر سایه چو بوم * از چه ویران همه معمورهٔ ایران شده است
دولت مشهد اگر رفت به یغما بدلش * خاک آن خطه همه گنج شهیدان شده است
حمله ور گشته باعراب سنان وار اتلی * روبهی چهره به شیران نیستان شده است
بوم گوئی نه همه بوم و بر روم گرفت * بام شام از اثر شومي ترکان شده است
آنکه از هیبت او لرزه فتادے بر کوه * چون پر کاه بخود حیف که لرزان شده است
حیف شیرازهٔ مجموعه اسلام گسست * که چو اوراق خزان دیده پریشان شده است
گشته هر یکدگر افتاده چو مستان بر خاک * صحن میخانه فضاے سر میدان شده است
باغبان خرم و شادند نه کوه و صحرا * لاله زار از اثر خون مسلمان شده است
تیره و تار جهان گشته بچشم مردم * که ز غم صبح وطن شام غریبان شده است
مومنان پنبه بگوشند و بجاے تکبیر * جاے حیف است که ناقوس خروشان شده است
موسي کو که برآرد بعصا بازو مار * پر همه کوه و درا ز اژدر و ثعبان شده است
عیسي کو که فرود آید ازین بام رفیع * چار سو فتنهٔ دجال نمایان شده است
خواب خوش تا بکجا صبح قیامت بدمید * شورش حشر بپا در همه کیهان شده است
صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده به بلال * گرم تسبیح سحر مرغ سحر خوان شده است
صبح سر بر زده بردار سر از بالش خواب * فتنه بیدار شد و خلق هراسان شده است
ناخدائی از ره لطف خدا را بفرست * مبتلا کشتي اسلام بطوفان شده است

گوش کن ناله و فریاد و بده داد عزیز
که بداد تو و امداد تو نالان شده است

[خواجه عزالدین - عزیز - لکهنوی]

غزل

چنان دل شاد مي ائي بمقتل بوده گویا * ز خون بے گناہے دست خود آلوده گویا!
باندازِ تبسم می تمد نقض لب زخمم * نمک از ریزش شور تبسم سوده گویا
بقدر اضطراب ساخت شوخیهاے ناز تو * بدم خلوت بیتابیم آسوده گویا
سرت گردم بطرز خاص ورزیدي جفا با من * [illegible] شیوهٔ عاشق نوازي بوده گویا!

سخن از لذت وصل و شراب عیش مي گوید
بقدر وحشت شوریده سر فرموده گویا!

[[illegible] رضا علي - وحشت]

مذاکرۂ علمیه

فلسفۂ حیات و ممات

از : مسٹر مسعود احمد عباسي

(٢)

پچھلی اشاعت میں اجسام ذیحیات کے نظام کي ترتیب و انتشار کا باعث بیان کرتے هوے اُن تین امور کی جانب اشاره هوا تھا جو تمام نباتات و حیوانات پر صادق نظر آتے هیں' ان میں پہلي بات (حصول قوة) تھي جس کا تذکره هوچکا هے ' بقیه دو امور حسب ذیل هیں :

(٢) تنظیم قوة

" کیا بات هے که آپ اسقدر دبلے هوتے جاتے هیں ؟ معلوم هوتا هے که آپ کے جسم کو کھانا لگتا نهي نہیں " - یه فقره همارے روز مره میں بولا جاتا هے - تنظیم قوة سے مراد بھي کھانے کا لگنا هے - یعني حاصل شده قوة جسم کے هر حصے پر مناسب مقدار میں اور به آراستگي طبعي غذا پھیل جاتي هے - حیوانات میں یه گوشت و پوست میں مضمر هے تو نباتات کے اندر لکڑي اور چھال میں - کسي درخت میں ایک کیل مار دیجیے ' اور کچھه دنوں کے بعد دیکھیے ' کیل اب درخت میں نهوگي بلکه زمین پر پڑي هوگي - چھوٹا زخم هو یا بڑا ' گہرا هو یا هلکا ' تمام زخم کس قدر جلد بھر آتے هیں ؟ یه نظام قوة کا اظہار کرتے هیں -

(٣) صرف قوة

نقل و حرکت کو نظر انداز کرکے هم صرف حوادث کو لیتے هیں - هماري حیرت کي انتہا نہیں رهتي' جب هم دیکھتے هیں که کس قدر سخت مقابله تمام نباتات و حیوانات کو کرنا پڑتا هے ' اور کتني بڑي مقدار قوة کي هر وقت مقابله میں صرف کردینا پڑتي هے ؟

انسان هي کو لیجیے - هوا معمولي حالت پر ھمکر ١٥ - پونڈ في مربع انچه سے مار رهي هے - اب ایک شخص جو ٦ - فٹ لانبا اور $1\frac{1}{2}$ - فٹ چوڑا هے ($12 \times \frac{3}{2}$ - انچه $\times 1 \times 6$ - انچه $\times$ ١٥ - پونڈ) ١٩٤٤٠ - پونڈ یعني تقریباً ٢٤٠ - من قوة کا هر وقت مقابله کرتا رهتا هے - اگر وه کم از کم اسي قدر قوة سے اس کو نه روکتا ' تو وه زمین پر ٹھہر بھي نہیں سکتا تھا -

نباتات اور حیوانات سب اس حالت میں برابر هیں - یعني هوا کی قوة کے مقابله میں اُن کو ایسي هي بڑي مقدار قوة کي صرف کرنا پڑتي هے -

لیکن حیوانات بمقابله نباتات کے ایک اور بڑا " صرف " رکھتے هیں' جس کو همنے پہلے نظر انداز کردیا تھا یعني نقل و حرکت' اور یہي وجه هے که وه چھوٹے سے لیکر بڑے تک ' سبھي درختوں کے مقابله میں بہت کم عمر حاصل کرسکتے هیں - اور ان میں بھي جو جانور زیاده کود پھاند کرتے ' اور بھاگتے دوڑتے هیں ' ان کي عمریں بوجه زیادتي صرف قوة کے دوسروں سے مقابلةً کم هوتی هیں -

غرضکه یہی وه تین امور هیں جو حیوانات اور نباتات ' سب میں جاري هیں ' اور جن میں انکی حیات اور ممات کا راز پوشیده هے - جب تک آمدنی اور صرف برابر هیں ' شباب کی زندگی آپ کو میسر هے ' جہاں پله جھکا ' معاً انحطاط شروع هوگیا -

بعض اصحاب کہه اٹھینگے که اس سے تو یه لازم آگیا که اگر آمدني اور صرف همیشه برابر رکھے جائیں تو گویا همیشگی کی زندگی حاصل هو جائے ! هاں ' میرا بھی ایساهي خیال هے ' مگر یه نا ممکن هے' اور اس کي وجه میں پیش کرتا هوں -

کسي ایسي شے میں ' جو ایک فٹ لمبي ' ایک فٹ چوڑي' اور ایک فٹ گہري هے ' هم اسی قدر اضافه لمبائي ' چوڑائي ' اور گہرائي میں بھي کردیں' تو اسکا حجم ٨ - مکسر فیٹ هوگا - اور ایک ایک فٹ بڑھادیں تو ٢٧ - مکسر فیٹ هو جالیگا - یہانتک که اگر هر ضلع کي پیمایش ١٦ - فیٹ کریں تو حجم ٤٠٩٦ - مکسر فیٹ هو جالیگا - مگر رقبه پہلي حالت میں ٤ - فیٹ مربع' دوسري حالت میں ٩ - فیٹ مربع' اور تیسري میں ٢٥٦ - فیٹ مربع هو گا -

ظاهر هے که پہلي صورت میں جب رقبه اور حجم میں ایک اور دو کي نسبت تھي' تو دوسري صورت میں ایک اور ٣ - کي' اور تیسري میں ایک اور ١٦ - کي هولي - گویا جس قدر حجم میں زیادتي هوتي جاتي هے ' رقبه میں کمي آتي جاتي هے - انسان جو ایک فٹ سے بڑھکر ٦ - فیٹ تک پہنچتا هے' وه' وه حجم حاصل کر لیتا هے' جس کي پرورش اس تھوڑے سے رقبه پر (جو معده تک محدود هے) رفته رفته نا ممکن هو جاتي هے' اور اس لیے سارے نظام کو بگڑ جانا پڑتا هے - ایک فٹ کے چھوٹے بچے اور ٦ - فیٹ کے انسان کے معدوں میں به لحاظ وسعت ' زیاده فرق نہیں هوتا - اس لیے آمدني کي مقدار بھي زیاده فرق نہیں رکھتي' اور جب دوسرے ذرایع بند هو جاتے هیں ' اور سارا بار اسي آمدني پر پڑ جاتا هے '

[بقیه مضمون صفحه ١٢ کا]

کو برابر هو سکتی هے' اور اس طرح همارا کعبه بھی غیروں کے دست و برد سے محفوظ رہ سکتا هے' ورنه قران شریف میں " واذ البحار فجرت " جو قیامت کی نشانی بتائی گئی هے وہ گویا یہي نہر سویس هے' جس کا کعبه پر اثر پڑتا هے اور کعبه کا مسلمانوں کے هاتھه سے جانا اور قیامت کا آنا لازم ملزوم هے -

قوم کے سنجیده دل و دماغ اگر میری راے سے اتفاق کریں تو میں به آواز بلند کہونگا که اب وقت آگیا هے که مصر کا سوال پوري طاقت سے اٹھایا جائے ' اور اس میں تمام اسلامی اقوام دلچسپی لیں - بالخصوص مجلس اتحاد و ترقی اور حزب مصر اسکے طرف توجه کرے - ترکی اور انگلستان میں ایک دوستانه معاهده هونے کی جلد سے جلد کوشش کرني چاهیے ' اور دونوں سلطنتوں کے مدبرین کو اسکی طرف توجه کرنا چاهیے - هم لوگوں کو انگریزوں کی قومی شرافت کا اعتراف هے ' اور هم امید کرتے هیں که وہ اس میں کوئی دقت نه پیدا کرینگے ' اور اس کا موقعه کبھی نه دینگے که همارا هاتھه انکے خلاف اور ان کا هاتھه همارے خلاف هو -

تو خرچ کی زیادتی بالآخر وہ دن دکھا دیتی ہے جو اس کی زندگی کا آخری دن خیال کیا جاتا ہے -

یہی حال نباتات اور تمام دوسرے حیوانات کا بھی ہے - اس موقعہ پر ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں جو ہمارے مطلب کو اچھی طرح واضح کردیگی -

ایک تاجر کچھہ سرمایہ لیکر تجارت شروع کرتا ہے' آمدنی خوب ہو رہی ہے' اور دکان کا خرچ بھی ابھی کم ہے - روز بروز سرمایہ میں زیادتی ہوتی جاتی ہے' اور دکان کی طاقت بھی بڑھتی جاتی ہے - نوکر چاکر بھی زیادہ ہوگئے - محرروں کا ایک دفتر علحدہ کھول دیا گیا تاکہ حساب و کتاب میں سہولت ہو - اس کے بعد وقت آیا کہ ایک دکان ناکافی معلوم ہونے لگی - اور کئی دکانیں کھول دی گئیں - لیکن پھر یکایک بازار مندا پڑجاتا ہے - خرچ تو وہی ہے مگر آمدنی میں کمی شروع ہوجاتی ہے - اس کمی کو سرمایۂ محفوظہ سے پورا کرنا پڑتا ہے - لیکن بازار کی وہی حالت رہتی ہے' اور خرچ روز بروز المضاعف ہوتا رہتا ہے - عملہ کی تخفیف بھی اب شروع کردی جاتی ہے' لیکن پھر بھی نقصان جزی و متفرق' پورا نہیں پڑتا - آخر چند دکانیں بالکل بند کردی جاتی ہیں - مگر غریب تاجر کے مشکلات کا خاتمہ پھر بھی نہیں ہوتا - ان بند کردہ دکانوں سے جو سرمایہ نکلا تھا وہ بھی ختم ہوجاتا ہے' اور آخر کار تاجر دیوالیہ بنائے جانے کی درخواست دے دیتا ہے -

بعینہ یہی حال حیوانات اور نباتات کا بھی ہے - انسان کو دیکھیے - وہ ماں کے پیٹ سے سرمایہ لیکر آتا ہے' اور دو چار سال تک آرام سے سرمایہ جمع کرتا رہتا ہے - کچھہ اور بڑا ہوتا ہے تو دوڑ دھوپ و حرکت بھی نسبۃً کم ہوجاتی ہے اور حوادث کا سلسلہ بھی کم بڑجاتا ہے - اس لیے آمدنی خرچ سے بہت زیادہ ہوتی ہے' اور یہ سب سرمایہ کو بڑھانے میں کام آتی ہے - لیکن جوں جوں بڑھتا جاتا ہے' اس کی آمدنی' جو اگرچہ خرچ سے اب بھی زیادہ ہوتی ہے مگر نسبۃً پہلی آمدنی سے بوجہ زیادتی حوادث اور نقل و حرکت کے' کم ہونا شروع ہوجاتی ہے' اور جب تک یہ آمدنی خرچ سے زیادہ رہتی ہے' جسم بھی بڑھتا رہتا ہے - یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے' جب آمدنی مذکورۂ بالا وجوہ سے کم ہوتے ہوتے خرچ کے برابر آجاتی ہے' اور یہی وہ زمانہ ہے جس کو شباب سے پکارا جاتا ہے - امنگیں جوش پر ہوتی ہیں اور دلوں کا طوفان زوروں پر - لیکن یہ وقت زیادہ دنوں تک نہیں رہتا اور پھر انحطاط شروع ہوجاتا ہے - امنگیں سرد پڑتی جاتی ہیں' جوشوں میں کمی آتی جاتی ہے' اور اب سمجھہ اور تجربہ زیادہ کام آتا ہے - آگے چلکر جب خرچ اور آمدنی میں بہت زیادہ فرق ہوجاتا ہے تو یہ باتیں بھی جاتی رہتی ہیں' اور خیالات دیرپا ہوجاتے ہیں - یہاں تک کہ وہ وقت آتا ہے جب نہ اوٹھا جاتا ہے اور نہ بیٹھا جاتا ہے' کوئی بات یاد نہیں رہتی' پہچان کی قوت بھی کم ہوجاتی ہے' ہاتھہ پانوں میں لرزہ پڑجاتا ہے' اور تمام قوتیں ایک ایک کرکے رخصت ہونے لگتی ہیں - اب موت سامنے ہے' اور لیجیے' وہ وقت بھی آہی گیا' سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا -

غور کیجیے تو اس قانون حیات و ممات کو حیوانات اور نباتات کے ہر فرد پر صادق پائیے گا - یہ ایک سلسلہ ہے جو ہر وقت جاری ہے - آج جو پھول کھل رہے ہیں' کل یہ ضرور خاک میں ملیں گے' اور پھر کسی دوسری شکل میں بھی ذرات بہت' یا تھوڑے' یا سب' نمودار ہوجائیں گے - ایک فلسفی شاعر نے اسی طرف کیا خوب اشارہ کیا ہے :

سب کہاں ؟ کچھہ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہوگئیں

الهلال

انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا و آثارهم وکل شی احصیناه فی امام مبین - یہ جسم کی حیات و ممات ہے - لیکن ایک عالم قلب و روح بھی ہے - اس کی موت و حیات پر بھی نظر ڈالنی چاہیے !

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر یہ بھی یاد رہے کہ بعض زندگیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان کا مرنا ہی ان کی حیات کا راز ہے - ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات' بل احیاء ولکن لاتشعرون -

اقتلونی ! اقتلونی ! یا ثقات !
ان فی قتلی حیاۃ لا ممات

فطوبی لمن تشرف بھذہ السعادۃ القصوی' وھم الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون -

اشتہار

ہمارا لیڈر کون ہے

آخری فیصلہ کی گھڑی

دنیا بھول میں ہے - روپوں کی تھیلی میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے - ہمارے رہنما حجازی رسول (صلعم) ہیں - تیرہ سو برس کی پائدار رہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض' بے اعتبار - اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے - آخری فیصلہ کی ساعت اب آگئی - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - ہر ہفتہ بڑی تقطیع کے آٹھہ صفحوں پر میرٹھہ سے شائع ہوتا ہے - خط اور چھپائی نہایت صاف - لڑائی کی تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامی کارٹون - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ - انقلاب انگیز طوفانی چال' بیدینی کے لیے بھونچال - امن و امان کے لیے نیک فال - ہر خاص و عام کے سمجھہ کے قابل باتیں - وہ طریقے جن سے ملک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو - خواجہ حسن نظامی دہلوی کی ایڈیٹری اور سرپرستی میں میرٹھہ سے جاری ہوگیا - قیمت سالانہ صرف ۳ روپیہ - نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الهلال کا حوالہ ضرور دیجیے -

منیجر اخبار توحید - لال کرتی - میرٹھہ

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

شئون عثمانیہ

خلیج فارس اور کویت

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپکو دہراتی ہے - صحیح حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کو حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اپني زیست کی تجدید امم و اقوام کي حیات بعد الممات سے کرتي رہے ' اپني موجودہ شکلیں چھوڑ کے پچھلي شکلیں اختیار کرتي رہے ' اور موجودہ راستوں کو ختم کر کے ان راستوں پر پھر چلے جن پر وہ پہلے چل چکي ہے -

پراني قومیں جو عالم کے تماشا گاہ سے پردہ انقراض کے پیچھے جا چکي تھیں پھر واپس آرہي ہیں -

انسانوں کے وہ گروہ جن کے حق میں لوگوں نے موت کا فتوی دیدیا اب اُن کے ٹھنڈے اور ساکن نعش میں حرارت و حرکت نظر آرہي ہے -

وہ شاہنشاہیاں جو عالمگیر دائروں سے سمٹ کر ناقابل التفات نقطوں میں آگئي تھیں اب پھر جوش زن چشمے کي طرح اس نقطہ سے چاروں طرف پھیل رہي ہیں -

یونان کہ ترکوں کي غلامي میں داخل ہو چکا تھا انگریزوں کي بدولت آزاد ہو کے پھر اپنے قدیم حدود حاصل کر رہا ہے -

روما کي سلطنت کہ افریقیہ سے نکل چکي تھي پھر وہاں داخل ہو رہي ہے - وہ راستے جن پر انسان گذشتہ زمانے میں چلا تھا ' بالو اور کھنڈروں سے کہ انکو بدنما بنا رہے تھے ' اور انکو بند کردیا تھا ' اب نکل آئے ہیں ' اور ریل سے ایک نئي زندگي حاصل کر رہے ہیں -

ترکوں کے دروازے پھر کل کھلینگے ' جرمني کي دھاوو فرزانگي کوشش کر رہي ہے کہ ان راستوں کو پھر نکالے جو پہلے مشرق کو بحر ابیض متوسط سے ملایا کرتے تھے کہ خلیج فارس کي یہ حالت دو پراني سلطنتوں یعني یوناني اور روماني اور ان کے بعد عربي سلطنت کے زمانے میں یہي تھي -

بخور ' مرجان ' ہاتھي دانت ' موتي ' حریر ' سونا ' مرچ اور کافور وغیرہ وغیرہ یہاں کي پیداوار میں سے عرب نکال کے خلیج فارس بھیجتے تھے - یہاں سے اناطول کے شہروں میں دجلہ و فرات کي راہ سے جاتے تھے - نہرین کي درمیاني مختصر مسافت میں قافلوں کے ہمراہ ہوتے تھے - شام میں اُترتے تھے وہاں ان کو جنیوا ' وینس ' بیز نطائن ' اور فلورنس کے تاجر ملتے تھے -

خلیج فارس کي اہمیت کی طرف اہل یورپ میں سب سے پہلے جن کو توجہ ہوئي وہ پرتگیز ہیں - وہ جزیرہ ہرمز میں اترے ہوے تھے - مال تجارت چھوٹے چھوٹے قافلے بنا کر لیے جاتے تھے جو خلیج عمان سے کویت جایا کرتے تھے -

سنہ ۱۵۹۹ ع میں جب ایسٹ انڈیا کمپني کو ملکہ الزبتھہ کے دربار سے مشرق میں توسیع تجارت کي اجازت ملي تو اس نے اس خلیج سے پرتگیزي ملازمین چنگي کو نکال کے خود قابض ہونے کي بابت غور کیا ' لیکن چونکہ کمپني کي قوت اس مقصد تک پہنچنے کے لیے ناکافي تھي ' اس کے ملاحوں نے پہلے ایرانیوں اور پھر عربوں سے معاهدہ کیا ' اور پھر جزیرہ ہرمز پر حملہ آور ہوے - سنہ ۱۶۲۲ میں اس پر قابض ہوگئے - قبضہ کے بعد خوب لوٹا اور تمام جزیرے کو ویران کردیا - سنہ ۱۶۴۸ میں مسقط بھي انکے ہاتھہ میں آگیا -

جب پرتگیزي بحر ابیض متوسط کي نگراني سے علحدہ ہوگئے تو انگریزوں نے اس گراں بہا میراث سے ایک غیر قصیر مدت تک فائدہ اُٹھایا ' جسکي وراثت انہیں ہو النیڈ والوں کو ' کہ ان سے طاقت میں سخت اور اسلحہ میں تیز تر تھے ' مجبوراً دیدینا پڑي - اس امید نے اس وقت ایک نیا راستہ پیدا کردیا تھا ' جسکے مصارف کم اور محفوظ زائد تھا - جہازوں نے ساحل عرب سے بچنا شروع کیا - عراق میں قافلوں کي آمد و رفت کم ہوگئي - اور دار السلام (بغداد) پر بھي وہي مصیبت نازل ہوئي جو بابل پر اس سے پہلے نازل ہوئي تھي -

خلیج فارس کي طرف لوٹنے کے لیے انگریزوں نے راہ میں راس الکلب کے آفتاب کے غروب ہونے کا انتظار نہیں کیا -

اُنھوں نے یاد کیا کہ نپولین جب جنرل تھا تو اس نے یہ سوچا تھا کہ سلطان ٹیپو کی ' جو انگریزوں کے مقابلہ میں علم بردار استقلال ہے ' مدد کرے ' اور خود آبناے باب المندب میں اتر آئے ' اس نے اس جزیرہ میں اپنے جاسوس بھي اس غرض سے پھیلادیے تھے کہ وہ اسکے لیے خشکي کا وہ راستہ دریافت کریں جو کسي زمانے میں ایک ہي وقت میں شمالی خلیج فارس کو جنوبی شام اور یورپ کو ایشیا اور افریقہ سے ملاتا تھا ' اور خود اس راستے کا مطالعہ شروع کیا تھا ' جو سکندر نے فتح ہندوستان کے لیے جاتے وقت اختیار کیا تھا -

اسکے علاوہ انگریز اس فوجي خطرے سے باخبر تھے جو مشرق میں اُن کی شاہنشاهي کو دھمکا رہے تھے - ان کو نظر آیا کہ خلیج فارس ھی اس فوجی راستے پر مسلط ہے ' جو قبضہ ہندوستان کے لیے مناسب ہے -

اٹھارویں صدی کے اوائل میں عرب ان دونو فارسي سلطنتوں پر قابض ہوگئے - اور اپني انتظامي خود مختاري کا اعلان کردیا -

ان دونوں سلطنتوں میں ایک سلطنت کویت تھی ' اس میں پر جوش اور قوي مردان دریا نورد تھے ' دہانہ شط العرب پر عمیق بندر واقع تھے ' دوسري سلطنت عمان کي تھي جن کے سواروں کے ہاتھہ میں خلیج فارس کی حفاظت تھي -

سنہ ۱۸۰۰ ع میں ایک انگریزي ملازم آیا ' اور سنہ ۱۸۱۳ ع - انکو امیر عمان اور امیر کویت سے اس بات کی اجازت مل گئی کہ ان کا ایک ملازم بصرہ (کہ نہر فرات پر واقع ہے) جائے - یہ ملازم وہي وکیل تھا جسکو انگریزوں نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ نپولین کے جاسوس کي تفتیش کرے -

سنه ١٨٢٠ ع میں حکومت هند کا ایک ملازم اوراست میں تها' اس اثناء میں انگریزوں کے ملاح اور فوج ان بحري ڈاکوؤں سے سلطان سعید کی حفاظت کیا کرتے تھے' جو سواحل پر حملے کیا کرتے تھے -

اس قیام کے زمانے میں ان لوگوں کو چھوٹے چھوٹے جزیروں خصوصاً هرمز میں اترنے کا موقع ملا' مگر مجبوراً واپس آئے' کیونکه تجار وغیرہ میں وهاں انکے آدمي بہت مرتے تھے - اس کے بعد دور نپولین کي یاد کلیةً یا تقریباً مٹ گئي' اور لوگ پورٹ سعید اور کویت کے راستے کو بھول گئے -

ایک اور زمانه گذر چکا هے جب که انگلستان نے یه تجویز کي تھي که مصر اور هندوستان میں ریلوے کي تمدید و اجراء سے شام اور شمالي بلاد عرب میں اپنا اثر پیدا کرے - اب اس تجویز کو اپني پہلي اهمیت پھر حاصل هوگئي -

انیسویں صدي میں توسیع استعمار (ملک گیري) کے اعوان و انصار حقیقي آزاد خیالوں کے سامنے پسپا هوئے - ٢٠ - مارچ کو سنه ١٨٦٢ ع میں لارڈ کوفل اور موسیو هوفنل نے ایک عهد نامے پر دستخط کیے' جس میں فرانس اور انگلستان نے سلطان مسقط کي خود مختاري کی حفاظت کا عهد کیا تها - سنه ١٨٤٦ ع میں فرانس نے سلطان مسقط کے ساتھ تجارتي معاهدہ کیا جس سے اور بھي وابستگي بڑھگئي -

بیسویں صدي کے اوائل میں خلیج فارس نے نئي اهمیت حاصل کرلي' اور مسقط اور کویت دونوں میں سے هر ایک مشرق میں یورپ کے اور بحر ابیض متوسط میں ایشیا کے نتائج کے لیے ایک تجارتي دروازہ هوگیا - اس لیے لوگوں نے قافلوں کے اس پرانے راستے کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق جس پر سے تجار یورپ اپنا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لیجاتے تھے' بحث کرني شروع کي' اور یه اس طرح که یه لائن وادي دجله و فرات کو اسکندرونه سے ملائے' اور بلاد فارس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ کر بحر هند کے ساحل سے مل جائے' ایک دوسري لائن بچھائي جائے' یافا سے شروع هو اور پورٹ سعید میں ختم هوکے ایشیا اور افریقه کو ملادے - یه تمام لائنیں خلیج فارس کے پاس آکے مل جائیں - ان وجوہ سے خلیج فارس کے جزیرے اور اس کے جنگي قلعے جن کا هندوستان پر بہت بڑا اثر هے انگلستان کے لیے ضروري هوگئے -

اس لیے انگریزوں نے جن کے تعلقات عمان اور کویت سے سنه ١٦٢٢ ع اور سنه ١٨٠٩ ع میں تھے ان اطراف میں اپنے قبضه کے استحکام کي کوشش کرنے لگے - اگر چه بحرین کے جزائر سنه ١٨٧٠ ع سے برابر انهي کے هاتھه میں هیں -

مشهور هے که اسمیں انگریزوں کا هاتھه تها - قیام امن کے لیے انگریزي بحـري فوج خشکي میں اتر آئي' اور انگریزي جھنڈا نصب کر دیا -

اس وقت لارڈ کرزن هندوستان کے گورنر جنرل تھے' انهوں نے مسقط پر اپنے قبضے کے مستحکم کرنے کے بعد فوراً شیخ مبارک بن صباح امیر کویت سے گفتگو شروع کي' اور یه طے کیا که ایک انگریزي قونصل کویت میں رهے' بلکه ایک معاهدہ کیا' جسکا مآل و مفاد کویت پر انگریزي حمایت پھیلانا تها - سنه ١٩٠٣ ع میں لارڈ کرزن اور مسٹر بالفور نے تمام یورپ کے سامنے کویت پر انگریزي حمایت کا اعلان کیا -

دولت عثمانیه اور امیر کویت میں همیشه نزاع رهتي تھي' یهاں تک که دولت عثمانیه نے ایک تادیبي مهم بھیجي' مگر انگریزوں نے امیر کي تالیف قلب' اپنے نفوذ و اقتدار کي تقویت اور عثماني حقوق کي تضعیف کے لیے فوج کو امیر سے کسي قسم کا تعرض

بريد فرنگ

مسئلۂ شرقیه

ترکوں سے نجات حاصل کرو' هر چیز ٹھیک هو جائیگي

صحافت یورپ کا ایک ورق

گریفک لکھتا هے :

دنیا میں بعض ایسے مسائل هیں جن کا غیر منحل هي رهنا بہتر هے - اور آخر کار مجھے اس یقین کي ترغیب دي گئي هے که "مسئله شرقیه" بھي انهي میں سے ایک هے -

یه یقیني امر هے که جسقدر هم اس مسئلے کے حل کے لیے' جس کے هم متمني هیں اور جس کو هم سب بہت هي معقول سمجھتے هیں' اس کي طرف بڑھے هیں اسیقدر یه مسئله زیادہ پیچیدہ اور زیادہ خطرناک هوگیا هے -

"ترکوں سے نجات حاصل کرو هر چیز ٹھیک هو جائیگي" یه فقرہ دو صدیوں سے زائد عرصه سے یوروپین فن حکمراني کا اصول موضوعه رها هے -

اچھا اب ترکوں سے تو نجات ملگئي هے' یعنی تمام فرضي عملي تجاویز کے لیے - لیکن اس نجات کا نتیجه صرف پہلے سے زیادہ خونریز و پریشان کن بے ترتیبي هے -

بلغاریوں' سرویوں' اور یونانیوں کي برادر کش رقابتیں' مسلمانوں' یهودیوں' جیوسٹ فرقه کی مہلک نفرتیں' اور سنگدل خونخواروں کا جوش انتقام' اور ان سب پر مستزاد هیپسبرگ اور روماٹوف کے رقیبانه حوصلوں کی بلندشیں اسقدر ڈھیلي کر دي گئیں که اس سے پہلے کبھی نہیں هولي تھیں -

آیا یه پھوٹ مقامي رکھي جائیگي یا اس میں پیوند لگایا جائیگا ؟ " یورپ کی رفتار سیاست سے اس کا جواب پوچھه لو -

---

بقیه پہلے کالم کا

نه کرنے دیا' اور ڈرایا که اگر انهوں نے کارروائي کي تو انگریزي بیڑے کی فوج فوراً شهر میں اتر آئیگي -

عملاً تو انگریز ان تمام معدني مقامات پر حاکم هیں جهاں سے بغداد ما وراے فارس اور ماوراء افریقه کي تجارتیں ندرتي هیں' لیکن اب وہ یه چاهتے هیں که یورپ کو بتائیں که یه حالت قانوني اور قطعي هے - ٣١ - اگست سنه ١٩٠٧ ع کو روس نے سب سے پہلے نهایت وضاحت کے ساتھه تصریح کی' که خلیج فارس میں انگریزوں کے مصالح مخصوصه سے انکار نہیں کیا جاسکتا - روسیوں کي یه تصریح نهایت قیمتي سند هے' جو انگریزوں کو آزادي ایران کي قرباني کے معاوضه میں ملي هے - ممکن تها دوسري سلطنتوں کے مصالح کي قربانگاهوں پر جسم اسلام کے اور ٹکڑے چڑهائے جاتے' اور اسطرح ان سے بھي یه حقوق تسلیم کرالیے جاتے' مگر خوش قسمتي سے دولت عثمانیه موجودہ مصائب میں مبتلا هوگئي - انگلستان اس زریں فرصت سے مصر اور عراق کے متعلق اور صدها فائدوں کے ضمن میں ایک نهایت کھلا هوا فائدہ یه اٹھایا که دولت عثمانیه پر ڈپلو میٹک دباؤ ڈال کر' اور بعض ارباب نظر کے نزدیک معاونت و مساعدت کي توقع دلا کے کویت پر اپنے حقوق تسلیم کرا لیے' لیکن اسکے بعد جس قدر مدد کی وہ قرائن حوادث سے مخفي نہیں - وفي ذالک عبرة لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید -

مراسلات

یہ ابھي مشکوک ہے ' لیکن اس نرم کن طریقه پر جو کچھه کیا گیا وہ دیرپا نہیں ہو سکتا -

پروفیسر اسپنسر ولکنسن نے ایک دفعه کہا تھا که " تمام بین الملی سوالات حل ہو سکتے ہیں مگر ناوب دارگ (چوتي کا کتا) کا سوال غیر منحل ہے ' مسئله مشرقیه ایک چوتي کے کتے کا نہیں بلکه چوتي کے کتوں کا ایک سوال ہے اور یہي وجه ہے که ڈپلومیسي اس کے آگے مسکین صورت بناتي ہے "

جنوبي مشرقي یورپ کا تصفیه سلافي اور یوناني اخوت کے مسیحي تحمل کي روح میں ایک خواب ہے • یه ایسے جذبات ہیں جو گرجوں کے نصائح سے زیاده مضبوط ہیں' اور باقان ہمیشه ان سے لبریز رہا ہے - اپني تمام تاریخ میں اس آتش فشاں ملک کا امن ڈاوب دارگ کا امن رہا ہے - یہاں بلغاري سروي ' یوناني ' اور آخر میں عثماني شاہنشاہي رہ چکي ہوگي ' اور جب تک زوال کا وقت نہیں آیا ہر ایک نے امن کو اچھي طرح بلکه کار آمد طور پر قائم رکھا ' مگر ایک ایسا امن جس کي بنیاد مختلف اور آزاد قومیتوں پر ہو جن میں سے ہر ایک اپنے ہي حدود کے اندر لڑتي بھڑتي رہتي ہوں ' کبھي نہیں قائم رہ سکتا ہے -

ہر ایک شاہنشاہي کے سقوط کے پیچھے بے ترتیبي آتي ہے' اور امن صرف نئے ٹاپ ڈارگ کے ظہور پر آیا ہے • یه ہے بلقاني تاریخ کا سبق اور اسی سبق کی روشني میں موجوده پیچیدگیوں کا انتظام کرنا چاہیے •

تم خود مختار قومیتوں کي بنیاد پر ایک باقاعده حالت محفوظ نہیں رکھسکتے - اس کے دو سبب ہیں - اولاً قومیتیں خود اتفاق نہیں کرینگي - ثانیاً ان کو متفق کرنے کے لیے کوئي بیروني کوشش روس اور آسٹریا اور ان کے ذریعے سے شاید تمام یورپ کو میدان میں لا کے کار زار جنگ کے رقبے کو وسیع کر دیگي -

میرے نزدیک ان پیچیدگیوں کے انتظام کا بہترین طریقه یه ہے که ان کو سختي کے ساتھه چھوڑ دیا جاے' اور دوسرے ڈاپ ڈارگ کا انتظار کیا جاے - وہ انجام کار آئیگا خواه ہم کچھه ہي کریں ' اور ہم اپنے آپ کو مصیبت کي ایک بڑي مقدار سے محفوظ رکھسکینگے اگر ہم اس کو آنے دینگے -

مقدونیه کي سرگذشت

ڈیلي ایسٹ ۱۱ - جولائي سنه ۱۹۱۳ع کي اشاعت میں لکھتا ہے :

۴ - جولائي کو " ترکي اور مقدونیه کے چند ضروري مسائل " کے زیر عنوان چارلیس روشر نے انسٹیٹیوٹ آف جرنلسٹ کے ہال میں لالٹینوں کے ذریعه سے ایک لیکچر دیا - مسٹر روشر نے حاضرین کي توجه مقدونیه کي موجوده حالت کي طرف متوجه کي اور ترکي حکومت اٹھنے کي تعبیر " بد سے بدتر حالات میں تغیر " سے کي - انہوں نے کہا که یورپ کے سامنے نہایت ضروري مسئله ان ۲ - لاکھه ترکوں کي فکر کا جو ایشیاے کوچک بھاگ آئے ہیں - انکی حالت

هــذا فـراق بینـي و بینــک

(از مولوي عبد السلام صاحب ندوي)

اگر کسي نے یه دعوی کیا که روح کے بغیر جسم کا وجود قائم رہسکتا ہے ' جوہر کے بغیر بقاے عرض ممکن ہے ' تو یه ایک ایسا دعوی ہوگا جس کے اثبات کے لیے تمام قوانین قدرت کو بدل دینا پڑیگا ' ولن تجد لسنة الله تبدیلا ' ندوة العلماء کے ساتھه مولانا شبلي کا تعلق بعینه روح و جسم اور عرض و جوہر کا تعلق تھا -

مولانا شبلي نے جب اول اول ندوه میں قدم رکھا ' تو یه وہ وقت تھا جب لارڈ میکڈانل کی گورنمنٹ ندوه کو پامال کر چکي تھی - بانیان ندوه نے حیدر آباد و مکه معظمه کو اپنا مامن بنایا تھا - ملک یا خود ممبران ندوه خواب غفلت میں سرشار تھے - اس لیے مدت سے جلسه ہاے سالانه کي گرم بازاري سرد ہو چکي تھي - مستقل آمدني محدود تھي ' حیدر آباد کا ماہوار سو روپیه کا وظیفه ' بہاولپور کي تین سو سالانه کي رقم ' ندوة العلماء کي وجه کفاف تھی - باقی چندوں کي رقم تھي جو ادھر ادھر سے جھولي میں پڑ جاتي تھي - موجوده حالت کي نسبت میں نہیں کہه سکتا ' لیکن اوسوقت جب اس حالت کو دیکھه کر گورنمنٹ کي چشم عتاب کی سریع السیر گردش پر نظر ڈالي جاتي تھی ' تو نظر آتا تھا که اسباب و علل کا ایک غیر مربوط سلسله ہے ' جو علی گڈه سے شروع ہو کر تمام ہندوستان میں پھیل گیا ہے - ندوة العلماء بھی اسی سلسله کے پیچ و خم میں الجھه کر رہگیا ہے' اسلیے اس صید گرفتار کی رہائی کے لیے مولانا شبلی نے انہی گرہوں کو کھولا - منزل پر پہونچنا آسان ہے ' دشواري جو کچھه ہے ' قطع مسافت

[بقیه چھ کالم کا]

خوشتر ہولی اگر وہ بھی اپنے ہزاروں بھائیوں کی اسی سر زمین میں ہلاک ہو گئے ہوتے' جسکے چھوڑنے پر وہ مجبور کیے گئے ہیں - مسٹر روشر کو اسی طرح مظالم کی صحت کا یقین ہے جیسا که ٹرافلگر اسکوائر میں ایک لاٹ کے ہونے کا یقین ہے - ان مظالم کی ذمه داري ان کو متجسس پر عائد ہوتی ہے ' جنکے ساتھه ہمیشه ایک پادري رہتا تھا ' اور ان مظالم کے ارتکاب سے پہلے اور اسکے بعد انکو کیتھولک مذہب کی رو سے مغفرت عطا کیا کرتا تھا -

قلت وقت کی وجه سے مسٹر روشر مذہب کے اس جنگ سے تعلق کے نقطے کو ہاتھه بھي نه لگا سکے ' مگر ان کو امید ہے که وہ اپنے نتائج عنقریب مضمون کی صورت میں شائع کرینگے -

خطبه کے اختتام پر مسٹر روشر نے تین قرار دادوں کي تحریک کی ' جسکي تائید مسٹر شاف صدر جلسه نے کي تائید کرتے ہوے مسٹر شاپ نے کہا : معاہده لندن پر دستخط کرنے میں عجلت کي اصلي محرک سر ایڈورڈ گرے کی یه دھمکی تھی که اگر انہوں نے دستخط نه کیے تو وہ مظالم کي وہ رپورٹ شائع کر دینگے جو برطاني قونصل نے بھیجي ہے - خفیف مباحثه کے بعد قرار دادیں طے ہو گئیں ' اور جلسه برخاست ہوا -

میں ہے ' اسلیے اون کا اصلی کارنامہ یہ ہے ' کہ اونھوں نے گورنمنٹ کی پیشانی کے بل کن کن تدبیروں سے نکالے ' لیکن اسکی تفصیل اس مختصر مضمون میں مشکل اور غیر ضروری ہے - نتیجہ کی عظمت خود اپنے مقدمات کی عظمت کا بدیہی ثبوت ہے - بالاخر ان کوششوں کا نتیجہ جلسہ سنگ بنیاد میں پبلک کو نظر آیا ' اور ۶۰ ہزار سالانہ ایڈ کی صورت میں بالاستقلال نظر آتا ہے - اونکے زمانے میں جلسہ ہاے سالانہ کا ہنگامہ دوبارہ گرم ہوگیا - بنارس ' دہلی ' لکھنؤ میں جو جلسے ہوے ' ان میں جو اہم رزولیوشن پاس ہوے ' بنارس میں علمی نمائش جس وسیع پیمانے پر ہوئی ' ہز ہائنس سر آغا خاں جس تزک و احتشام کے ساتھہ ندوہ کی عمارت کے ملاحظہ کے لیے تشریف لاے ' سید رشید رضا نے جلسہ ندوہ کی جو صدارت قبول کی ' وہ تمام تر مولانا ے موصوف کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا ' جو ندوہ کی شہرت کا طغراے زریں بن گیا -

مالی حیثیت سے ندوہ نے اسقدر ترقی کی کہ دارالعلوم ندوہ جو مولانا ے موصوف کی زیر معتمدی تھا ' عام چندوں کا محتاج نہ رہا - گورنمنٹ ایڈ سے الگ ' بیگم صاحبہ بھوپال نے ڈھائی سو روپیہ ماہوار کی رقم مقرر فرمائی - نواب صاحب رامپور نے پانچسو سالانہ منظور فرمائے ' راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ۶ - سو سالانہ کی رقم عنایت کی - ان کے علاوہ متفرق وظیفے تھے ' جو اون کے دوست احباب عطا فرماتے تھے - ان تمام مستقل آمدنیوں میں ' بجز مولانا ے موصوف کے کسی معتمد یا ممبر ندوہ کی سعی و اثر کو مطلق دخل نہیں - وہ حیدر آباد سے بھی مالی مدد حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھے ' اگر مولوی عزیز مرزا صاحب کا ناگوار معاملہ پیش نہ آگیا ہوتا ' تو یہ کوشش بھی اب تک بار ور ہوجاتی - بہاولپور کی ۵۰ - ہزار کی رقم اگرچہ مولانا غلام محمد شملوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے ' لیکن اس کے علاوہ بورڈنگ کے لیے تقریباً ۲۰ - ہزار کی جو رقم جمع ہوئی ' وہ مولانا ے موصوف کی احاطہ اثر سے علحدہ نہیں ہوسکتی - متفرق چندے اگرچہ وکلاء کے ذریعہ سے جمع ہوتے رہے ' لیکن اونھوں نے اپنے زمانے میں نہایت موقر وفود مرتب کیے ' جو اون کی سرپرستی میں مختلف جگہ بھیجے گئے - پشاور ' شملہ ' کوہاٹ ' راولپنڈی ' امرت سر وغیرہ کے وفود اس سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں ' ان وفود کو مولانا ے موصوف نے اپنی بلند ہمتی سے روپیہ جمع کرنے کے بجاے ' مقاصد ندوہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ قرار دیا تھا ' لیکن مجھے یہ نہ بھولنا چاہیے کہ میں ندوہ اور مولانا شبلی کے کارناموں پر بحث کر رہا ہوں -

بے شبہ ندوہ کو بھی فنڈ کی ضرورت ہے ' وہ ایک وسیع عمارت کا بھی محتاج ہے ' اوسکو ایک خوشنما بورڈنگ بھی درکار ہے ' لیکن یہ چیزیں اوسکے تاج کا طرہ نہیں ہوسکتیں - اوسکے مناقب و فضائل ' علم و مذہب کی اشاعت تک محدود ہیں ' اسلیے ہم کو بتانا چاہیے کہ مولانا شبلی نے اس سلسلہ میں کیا کیا -

اشاعت علم کا مستقل اور وسیع ذریعہ کتب خانہ ہے ' ندوہ کو مال غنیمت کی طور پر ایک معقول کتبخانہ شاہ جہاں پور میں مل گیا تھا - ارکان ندوہ اسی فخر کے نشے میں سرشار تھے ' کسیکو اوسکی ترقی اور کتب نادرہ کے جمع کرنے کا خیال نہ تھا - مولانا ے موصوف نے اسکی طرف خاص توجہ کی ' خود اپنا بیش قیمت کتب خانہ جو کتب نادرہ کا مجموعہ تھا وقف کردیا - نواب علی حسن خان نے بھی اونھی کی تحریک سے اپنا کتب خانہ عنایت فرمایا ' نیز سکندر نواز جنگ (پٹنہ) اور عماد جنگ (حیدر آباد) نے اپنے اپنے کتبخانے مولانا ہی کے اثر سے ندوہ کو ہبہ کیے - انگریزی کی کتابیں نہ تھیں ' نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی نے بہت سی انگریزی کتابیں قدیم اور نایاب اور ایک معتدبہ ذخیرہ عربی کتابوں کا عنایت فرمایا - امیٹھی (لکھنو) سے ایک مختصر کتبخانہ ندوہ میں آکر شامل ہوا - انجمن دائرۃ المعارف حیدر آباد نے بھی اپنی تمام مطبوعہ کتابیں دیں ' اسکے علاوہ اور بھی لوگوں نے چھوٹے چھوٹے کتب خانے وقف کیے - قیمت سے الگ کتابیں خریدی گئیں - غرض اونکے زمانے میں ندوہ کا کتب خانہ ' ایک وسیع ' نادر ' بیش قیمت خزانۂ کتب بن گیا ' اشاعت علم کا ذریعہ طلباء ہیں - مولانا ے موصوف سے پہلے ایک طالب العلم بھی ایسا نہ تھا جو شائق تحقیقات علمیہ کا راغب ہو ' علمی ذوق رکھتا ہو ' کتب بیں ہو ' ضروریات و مقتضیات زمانہ سے آشنا ہو ' مقرر ہو ' انشا پرداز ہو ' عربی زبان میں کامل مہارت رکھتا ہو - مولانا ے موصوف کے زمانے میں متعدد لڑکے ایسے پیدا ہوگئے جو ان خوبیوں کا مجموعہ ہیں ' اور اونکا مخفی اثر دار العلوم سے نکلکر ہندوستان میں پھیل رہا ہے - مذہبی کاموں کے سلسلہ میں اونھوں نے اشاعت اسلام کا صیغہ متعدد بار اپنے ہاتھہ میں لینا چاہا ' لیکن شاہ سلیمان صاحب نے اپنے آپ کو مجسم اشاعت اسلام ثابت کر کے یہ صیغہ اونکے ہاتھہ سے لے لیا ' تاہم اونھوں نے اس سلسلہ میں ایک ایسی خدمت انجام دی ' جو ابدالاباد تک مسلمانوں کو اپنا زیربار احسان رکھیگی - تمام مسلمان معترف ہیں کہ وقف علی الاولاد کا قانون ایک ایسا قانون ہے ' جسکے بغیر مسلمانوں کی جائداد کا تحفظ نہیں ہوسکتا ' یہ ایک خاص مذہبی مسئلہ تھا ' جسکو حکام پریوی کونسل نے باطل کردیا تھا - مولانا ے موصوف نے ندوہ کے جلسہ سالانہ میں اسکا رزولیوشن منظور کرایا ' اسکے بعد نہایت سرگرمی سے اسکے متعلق کارروائی کی ' جسکا نتیجہ آج قوم کے سامنے ہے -

یہ مولانا شبلی کے کارناموں کا اثباتی پہلو ہے ' وجود اگرچہ عدم پر فضیلت رکھتا ہے ' لیکن اونکے فضائل کا سلبی پہلو اس سے بھی زیادہ روشن و نمایاں ہے - نواب محسن الملک نے اصرار کیا کہ آؤ تین سو روپیہ ماہوار لو ' مکان و فرنیچر کالج سے دیا جائیگا ' مولوی عزیز مرزا نے سات سو روپیہ پر ڈائرکٹر علوم مشرقیہ مقرر کرنا چاہا ' بیگم صاحبہ بھوپال نے بھوپال میں قیام کی خواہش کی ' لیکن لا اور کلا کے مختصر الفاظ نے ان تمام مطامع کا سدباب کردیا ؛ کیوں اسلیے کہ اونکو دولت کی نہیں ' جاہ کی نہیں ' شہرت کی نہیں ' صرف ندوہ کی ضرورت تھی ' لیکن افسوس کہ اب ندوہ کو اونکی ضرورت نہیں -

دعوۃ الہـلال

(از خریدار الہـلال نمبر ۱۱۳۵)

اپکا اخبار الہـلال مورخہ ۲۱ - جمادی الاخری مطالعہ سے گزرا مولوی عبد اللہ صاحب امجدی کے اعتراضانہ مضامین نظر سے گذرے - جواب دہی کی زحمت جناب نے مفت گوارا فرمائی - میرے خیال میں اس سوال و جواب میں ایکے وقت عزیز کے ضائع ہونے کا گمان ہے - جو مسیحائی ایک قریب الی الموت قوم کے حق میں آپ کو رہے ہیں صرف اسی میں مصروف رہیے - اس قسم کی بحثیں بد قسمتی قوم کے لیے مخل و مانع بہبود ہیں - اندنوں اسلامی حادثات جیسے کچھہ گذرے پیش نظر ہیں ' غالباً اس سے ایک مسلمان بھی بے خبر نہیں - اسکی چارہ جوئی میں جناب نے خواب و خور و آرام و راحت بالاے طاق رکھہ دیا ہے ' اللہ تعالی اس سعی میں برکت دے ' اور نتیجہ خیر ظہور پذیر ہو - میں کسی طرح اس لائق نہیں کہ مضرانہ کسی مضمون کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں - فقط مقصود اظہار خیال تھا ' جسکو پیش خدمت جناب کیا گیا ' آپ کے لطف عمیم سے امید ہے کہ درج اخبار فرما کر ممنون فرمائیں گے -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۸)

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب فخر الرحمن خان صاحب محرر			
جیل خانہ ریاست چرکھاری	-	۱	۱۵
بقایا چندہ صدر	۳	٠	٠
(بہ تفصیل ذیل)			
بقایا چندہ عیسے نگرے	۶	٠	٠
جناب شیخ غازی صاحب	٠	۴	-
جناب حسین بخش صاحب	۳	۱	٠
جناب خدا بخش صاحب	٠	٠	۱
جناب عبد الغفور صاحب سوداگر چرم	٠	۸	-
زوجہ جناب بٹلر صاحب	-	۲	٠
جناب جان صاحب	۳	۱	٠
جناب منشی امیر اللہ خان صاحب	-	۱۴	۱
جناب مدار بیگ صاحب - نلنگہ	-	٠	۱
جناب شیخ اسمعیل صاحب	٠	-	۱
جناب شیخ غازی صاحب	٠	-	۱
جناب شیخ نتھو صاحب	۳	٠	٠
جناب شیخ رمضان صاحب - نلنگہ	۶	۵	-
جناب درست محمد خانصاحب - نلنگہ	٠	۴	٠
جناب سردار بیگ صاحب	٠	۲	٠
جناب شیخ جمن صاحب	٠	-	۱
جناب شیخ عبد العزیز صاحب وکیل	٠	٠	۲
جناب شیخ احمد صاحب افسر درم	٠	۴	-
جناب سید جعفر علیصاحب	٠	٠	۲
جناب شفیع احمد خانصاحب - طالبعلم	٠	٠	۲
جناب شیخ الہ بخش صاحب	٠	۲	٠
از جانب مسلمانان موضع بسی ضلع چتوڑ گڑھ میواڑ علاقہ اُدیپور			
جناب ملا نور محمد و عبد الرحمن صاحبان	٠	٠	۱۳
جناب میران بخش صاحب	٠	٠	۳
جناب حاجی خواج بخش صاحب	-	٠	۲
جناب علی محمد صاحب	٠	٠	۲
جناب سلیمان صاحب	٠	۱۳	۱
جناب کمال الدین صاحب	٠	-	۲
جناب لال محمد صاحب	٠	۱۳	۱
جناب نبی بخش صاحب - آسام	-	٠	۲
جناب نبی بخش صاحب - ماقان	-	-	۱
جناب اللہ رکھی صاحب	٠	۱۳	-
جناب بہور صاحب	٠	-	۱
جناب نثر صاحب	٠	-	۱
جناب داؤد صاحب	-	-	۱
جناب خواج بخش صاحب - پٹیل	٠	٠	۴٠
جناب نبی بخش صاحب - ڈاک	٠	٠	۴
جناب جمال الدین صاحب - سامریہ	٠	-	۶
جناب کریم بخش صاحب - ڈاک	-	٠	۲
جناب محمد بخش صاحب - کٹاریہ	-	-	۴
جناب عبد الشکور صاحب	-	۱۴	۲
جناب عبد العزیز صاحب	٠	٠	۲
جناب جمال الدین صاحب - سرلنکی	٠	-	۲
جناب قدرت اللہ صاحب - سامریہ	٠	-	۱٠
جناب یعقوب صاحب - کٹاریہ	٠	-	۱
جناب عبد الرحیم صاحب - کھیلانی	-	۱۴	۱

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب امام بخش صاحب - کھینچی	٠	٠	۱
جناب حافظ عبد الوارث صاحب	٠	٠	۱
جناب مسلم صاحب - پہاڑی	٠	٠	۱
جناب الیاس صاحب - کھینچی	٠	۸	٠
جناب ابراهیم صاحب	-	۸	٠
جناب الیاس صاحب - سولنکی	٠	٠	۱
جناب حسن خانصاحب	٠	٠	۲
جناب عبد الرحمن خانصاحب	٠	۱۳	٠
جناب بہادر شاہ خانصاحب حولدار	٠	۲	۱
جناب رنگ باز خانصاحب	٠	٠	۱
جناب قاضی غلام احمد صاحب - دانی بسی	٠	٠	۲
جناب مصری خانصاحب	٠	٠	۲
جناب الہ بخش صاحب - استا	٠	۳	۱
جناب سراج الدین صاحب - استا	٠	٠	۱
جناب خدا بخش صاحب	٠	٠	۳
جناب داؤد صاحب	٠	۸	۱
جناب الہ بخش صاحب	٠	٠	۱
جناب خاجو صاحب	٠	٠	۱
جناب سلطان صاحب	٠	٠	۱
جناب طیب صاحب	٠	٠	۱
جناب اسمعیل صاحب	٠	۸	٠
جناب حسن شاہ صاحب	٠	۱۴	٠
جناب فاضل شاہ صاحب	٠	٠	۱
جناب قاسم شاہ صاحب	٠	۶	-
جناب حاجی شاہ صاحب	٠	۱۳	٠
جناب نور محمد صاحب	٠	٠	۱
جناب لال محمد صاحب	٠	۸	٠
جناب مسلم صاحب	٠	٠	۱
جناب عالم صاحب - باگڑی	٠	٠	۱
جناب فتح محمد صاحب میرٹ رال	٠	۱۳	۱
جناب خواج بخش صاحب باگڑی	٠	۱۳	٠
جناب عیسی صاحب - میرٹ رال	٠	۱۳	٠
جناب کریم بخش صاحب	٠	۱۳	٠
جناب خدا بخش صاحب	-	۶	-
جناب حاجی ابراهیم صاحب	٠	۴	۱
جناب الیاس صاحب - میرٹ رال	٠	٠	۱
جناب الہ بخش صاحب	٠	۱۳	-
جناب حاجی بدر صاحب	-	-	۱
متفرق طور پر جھولی میں آنہ آنہ دو دو آئے	٠	۷	۴
چندہ مسلمانان موضع پارسولی ضلع چتوڑ			
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب فتح محمد خانصاحب - دانی پارسولی	٠	-	۲
جناب چاند محمد صاحب استا	٠	-	۲
جناب اللہ بخش صاحب استا	-	٠	۳
جناب بہور صاحب	٠	-	۱
جناب مہتاب خانصاحب	-	۱۴	٠
جناب اشرف محمد صاحب - سلارٹ	-	٠	۱
جناب حسن صاحب	٠	۸	٠
جناب بھیکن صاحب	٠	۶	٠
جناب نور محمد صاحب	٠	٠	۱
جناب غفور صاحب	٠	۶	-
جناب نواب خان صاحب	٠	۸	٠
جناب چاند محمد صاحب	٠	۸	-
میزان	٠	۳	۱۸۱
سابق	۶	۴	۷۸۷۴
کل	۶	۷	۸٠۵۵

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

اللــه اللــه ايهـا المسلمــون !!

هــل بعــد هــذا الــذل تسكتــون ؟؟

جامع سليم ادرنه ميں بلغاري اور سروي فوج کے وحوش و برابرہ اپنے غليظ اور گل آلود جوتوں سميت داخل هوگئے هيں ' اور محراب و ممبر کے قريب کهڑے هوکر چهت کے نقش و نگار او متحيرانه ديکهه رهے هيں !

تبكــي الحنيفــة البيضــاء من اسف * كمــا بكــى لفــراق الالف هيمــان

حتى المحــاريب تبكي وهي جامــدة * حتى المنــابر تــرثي وهي عيــدان

لمثــل هــذا يــذوب القلــب مــن كمــد

ان كان في القلــب اســلام و ايمــان